22

ہفت روزہ

سراج الحق صدیقی مکان نمبر ۸۳۹ ڈی
مندر لوہاری منڈی - لاہور

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۵ آنے

Siraj-ul-Haq Siddiqi
سراج الحق

۳۰ مئی ۱۹۵۸ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

كتاب الحج

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یخلون رجل بامرأة ولا تسافرن امرأة الا ومعها محرم فقال رجل یا رسول اللہ اکتتبت فی غزوة کذا وکذا وخرجت امرأتی حاجة قال اذهب فاحجج مع امرأتك متفق علیه

عورت تنہا حج کو نہ جائے

ابن عباس کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی شخص عورت کے ساتھ خلوت نہ کرے (یعنی غیر مرد و عورت تنہائی میں یک جا نہ ہوں) اور عورت سفر نہ کرے مگر محرم کے ساتھ (محرم وہ شخص جس سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہو) ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا نام فلاں فلاں غزوہ (جنگ) میں لکھا گیا ہے اور میری بیوی حج کو جانے والی ہے۔ آپؐ نے فرمایا تو اپنی عورت کے ساتھ جا اور اس کے ساتھ حج کر

وعن عائشة قالت استأذنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الجهاد فقال جهادکن الحج متفق علیه

حج عورتوں کا جہاد ہے

عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد پہ جانے کی اجازت طلب کی۔ آپؐ نے فرمایا تمہارا جہاد حج ہے (بخاری ومسلم)

وعن ابی هریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسافر امرأة مسیرة یوم ولیلة الا ومعها ذو محرم (متفق علیہ)

عورت کے سفر کا حکم

ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عورت نہ سفر کرے ایک دن اور ایک رات کی مسافت کا۔ مگر اس وقت جب کہ اس کے ساتھ محرم ہو (بخاری ومسلم)

وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ایها الناس ان اللہ کتب علیکم الحج فقام الاقرع بن حابس فقال افی کل عام یا رسول اللہ قال لو قلتها نعم لوجبت ولو وجبت لم تعملوا بها ولم تستطیعوا والحج مرة فمن زاد فتطوع رواہ احمد والنسائی والدارمی

عمر میں ایک مرتبہ حج فرض ہے

ابن عباس کہتے ہیں فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگو! خدا نے تم پر حج فرض کیا ہے۔ اقرع بن حابس نے کہا یا رسول اللہؐ ہر سال؟ آپ نے فرمایا۔ اگر میں کہہ دیتا تو ہر سال حج واجب ہوتا (یعنی ہر سال حج کا ادا کرنا فرض ہو جاتا اور ہر سال واجب ہوتا تو تم اس کو ادا نہ کر سکتے اور نہ ادا کرنے کی طاقت رکھتے۔ حج ساری زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے اور جو شخص اس سے زیادہ کرے وہ نفل ہے۔

(احمد۔ نسائی۔ دارمی)

وعن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ملك زادا وراحلة تبلغه الی بیت اللہ ولم یحج فلا علیه ان یموت یهودیا او نصرانیا وذلك ان اللہ تبارك وتعالی یقول وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلا رواہ الترمذی وقال هذا حدیث غریب وفی اسنادہ مقال وهلال بن عبد اللہ مجهول والحارث یضعف فی الحدیث

حج کے شرائط

علی رضؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص مالک ہوا کھانے پینے کے قابل خرچ کا اور بیت اللہ تک پہنچا دینے والی سواری کے مصارف کا اور پھر اس نے حج نہیں کیا تو اس کے یہودی یا نصرانی ہو کر مرنے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اور یہ اس لئے کہ خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلا

یعنی خدا تعالےٰ کے لئے بیت اللہ کا حج کرنا لوگوں پر فرض ہے جب کہ وہ زاد و راحلہ کی قوت رکھتا ہو۔ یعنی حج کے تمام ضروری مصارف کا مالک ہو۔

(ترمذی۔ یہ حدیث غریب ہے)

وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا صرورة فی الاسلام رواہ ابوداود۔

حج اور نکاح ضروری ہیں

ابن عباسؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ صرورۃ (یعنی حج اور نکاح کا ترک کر دینا) اسلام میں سے نہیں ہے۔ یعنی جو شخص حج اور نکاح نہ کرے۔ وہ مسلمان نہیں ہے (ابوداؤد)

وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اراد الحج فلیتعجل رواہ ابوداود والدارمی۔

جلد حج ادا کرو

ابن عباسؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص حج کا ارادہ کر لے تو پھر جلدی سے اُسے پورا کرے (ابوداؤد۔ دارمی)

وعن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تابعوا بین الحج والعمرة فانهما ینفیان الفقر والذنوب کما ینفی الکیر خبث الحدید والذهب والفضة ولیس للحجة المبرورة ثواب الا الجنة رواہ الترمذی والنسائی ورواہ احمد وابن ماجة عن عمر الی قوله خبث الحدید

حج قرآن کا حکم

ابن مسعودؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حج اور عمرے کو یکے بعد دیگرے ادا کرو۔ (یعنی حج قران کا احرام باندھو کہ اس میں حج اور عمرہ دونوں ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ دونوں افلاس اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں۔ جس طرح بھٹی لوہے چاندی اور سونے کے میل کو دور کر دیتی ہے اور حج مقبول کا بدلہ صرف جنّت ہے۔ (رواہ ترمذی۔ نسائی احمد۔ ابن ماجہ)

وعن ابن عمر قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ما یوجب الحج قال الزاد والراحلة۔ رواہ الترمذی وابن ماجة۔

حج کے شرائط

ابن عمرؓ کہتے ہیں۔ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پوچھا یا رسول اللہ حج کو کیا چیز واجب کرتی ہے فرمایا زاد اور راحلہ (یعنی آمد و رفت کا کھانے کا خرچ اہل وعیال سے کھانے کا خرچ اور تمام مصارف سفر (ترمذی ابن ماجہ)

منظور شدہ محکمۂ تعلیم
لاہور ریجن ٦/٢١/١٦٣٢١-٣ مئی ۱۹۵۶ء
پشاور ریجن T.B.C. ٢٧٣٠/٢٤٨١/١٧ ستمبر ۱۹۵۶ء

خدام الدین لاہور

ایڈیٹر:- عبدالمنان چوہان

جلد ٤ | جمعۃ المبارک ١٠ ذیقعد ۱۳۷۷ھ ٣٠ مئی ۱۹۵۸ء | شمارہ ٣

اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِهِمْ

یہ عربی زبان کا ایک مشہور مقولہ ہے۔ جس میں ایک مسلمہ حقیقت کو پیش کیا گیا ہے۔ اُردو زبان میں بھی اسی مضمون کا ایک مقولہ ہے۔ اگر اس کو عربی مقولہ کا ترجمہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا اُردو کا مقولہ یہ ہے "جیسا راجا ویسی پرجا" اس وقت دُنیا میں جمہوریت کا دور دورہ ہے۔ ملوکیت نیست و نابود ہوتی جا رہی ہے۔ اب اس کے یہ معنی ہوں گے کہ عوام حکمران طبقہ کے نقشِ قدم پر چلیں گے۔ اگر اس مقولہ کو تاریخ کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ مسلمہ حقیقت آنکھوں کے سامنے روز روشن کی طرح آ جائے گی۔

جب برِ صغیر ہند و پاکستان میں مسلمانوں کی حکومت تھی اور مسلمان بادشاہ اسلامی رنگ میں رنگے ہوئے تھے تو یہاں کی ہندو آبادی پر اسلامی تہذیب و تمدن کا رنگ غالب نظر آتا تھا۔ وہ بظاہر ہندو تھے مگر ان کی ہر ادا سے اسلام ٹپکتا تھا۔ انگریزی حکومت کے زمانہ میں بھی ایسے ہندو موجود تھے جن کا "ماشاء اللہ" اور انشاء اللہ تکیہ کلام تھا۔ یہ مسلمان بادشاہ چونکہ خدا پرست اور رعایا پرور تھے اس لئے ان کی وجہ سے یہاں خوشحالی اور فارغ البالی عام تھی۔ ان دنوں یہ ملک سونے کی ایک چڑیا سمجھا جاتا تھا جب انگریز کے ہاتھ میں اقتدار چلا گیا تو ہندو مسلمان آہستہ آہستہ اس کے رنگ میں رنگے جانے لگے۔ نوّے سال کے بعد جب وہ یہاں سے رخصت ہوا تو ہندو اور مسلمان دونوں اپنی وضعداری سے دستبردار ہو چکے تھے۔ نہ ہندو ہندو تھا نہ مسلمان مسلمان تھا۔ اِلّا ماشاء اللہ دونوں مغربیت کی رو میں بہ گئے تھے۔ تقسیم کے بعد ہندو تو سنبھل گیا مگر مسلمان ابھی تک اسی رو میں بہتا جا رہا ہے۔

ہماری بدقسمتی ہے کہ تقسیم ملک کے بعد پاکستان میں جن لوگوں کے ہاتھ میں عنانِ حکومت آئی وہ انگریز کے پروردہ ہیں ان کو صورت پسند ہے تو انگریز کی لباس محبوب ہے تو انگریز کا۔ ان کو تہذیب۔ تمدّن اور کلچر اگر مقصود ہے تو انگریز کا۔ ان پر یہ شعر پوری طرح صادق آتا ہے ؎

پیدا ہوئے تھے آپ تو لندن کیواسطے
بدقسمتی نے باپ کو ہندی بنا دیا

اگر انگریز کی روحانیت کی آنکھ کانی تھی اور اس کے اندر کچھ برائیاں تھیں تو وہ کچھ خوبیوں کا بھی حامل تھا۔ انہی خوبیوں کی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے اس کو وسیع سلطنت عطا کر رکھی تھی۔ ہمارے تعلیمافتہ طبقہ نے اس کی برائیاں تو سب لے لیں۔ لیکن اس کی خوبی ایک بھی نہیں لی۔ اس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ جو ملک خدا کے نام پر حاصل کیا گیا تھا اس میں خدا کے دین کی طرح طرح سے توہین ہو رہی ہے۔ گیارہ سال کے عرصہ میں برائیاں پہلے سے زائد ہو گئی ہیں۔ اور نیکی کا تصور بھی مٹتا جا رہا ہے۔ اب اس ملک کے حکام اور عوام کے متعلق یہ دھوکہ ہونے لگا ہے کہ شاید ان کو اسلام سے کوئی واسطہ ہی نہیں رہا۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

ایسے معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان کی سر زمین برائیوں کا گہوارہ بن گئی ہے اور ہم اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی کھلم کھلا مخالفت کر رہے ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم تباہ شدہ قوموں کی طرح اللہ تعالیٰ کے غضب کو للکار رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے صدقہ ہمیں مہلت دے رہے ہیں۔ خدا کرے کہ ہم جلد سنبھل جائیں۔ ورنہ پھر سنّت اللہ یہ ہے کہ "دیر گیرد سخت گیرد مر ترا"

عذاب الٰہی سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہم احکام الٰہی کی مخالفت سے باز آ جائیں اور اللہ تعالےٰ کے فرمانبردار بندے بن جائیں۔ یہ اس وقت تک ناممکن ہے جب تک اللہ تعالیٰ کا باغی طبقہ اقتدار کی کرسیوں پر قابض ہے (انتخابات نومبر ۱۹۵۸ء میں ہونے والے ہیں۔ اگر ان کو ہٹا کر ہم اللہ والوں کو آگے لے آئے تو ہمیں یقین ہے کہ ان کی برکت سے قوم کی بگڑی ہوئی حالت سدھر جائے گی۔ قحط سالی خوشحالی میں بدل جائے گی۔ ضروریات زندگی سستی ہو جائیں گی۔ اور اس ملک کی سر زمین پھر سونا اگلنے لگے گی اگر اللہ تعالےٰ کے یہی باغی پھر ہم پر مسلط ہو گئے۔ تو وہ دن دور نہ ہوگا۔ جب کسی نہ کسی شکل میں ہم پر عذاب الٰہی مسلّط ہو کر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ پاکستانی قوم کو عذاب سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! یا الٰہ العٰلمین۔

ایجنٹ حضرات کی خدمت میں

عرض ہے کہ ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور کی اشاعت کا مقصد کتاب و سنت کی اشاعت ہے۔ روپیہ کمانا مقصود نہیں آپ کا اس کی اشاعت بڑھانے میں یقیناً حصہ ہے۔ اگر آپ اللہ تعالےٰ کی رضاء کے لئے اس کی اشاعت بڑھانے میں جدوجہد کرتے ہیں تو اس راستہ میں آپ کی ہر کوشش اللہ تعالےٰ کے ہاں نیکی تصور ہوگی۔ اس سے آپ کو جو کمیشن ملتا ہے۔ وہ اس کے علاوہ ہے

(بقیہ صد ۱۲ پر)

نعت

(از جناب عبد الحمید صاحب شوق منشی فاضل ادیب فاضل بورسٹل انسٹیٹیوشن لاہور)

ہوں بلبلِ شیدا گلِ گلزارِ محمدؐ   سودائی ہوں میں گیسوئے خمدارِ محمدؐ

جنّت کی تمنّا ہے نہ کوثر کا تقاضا   رکھتا ہوں سدا خواہشِ دیدارِ محمدؐ

نخچیرِ محبّت کی تمنّا ہے تو یہ ہے   چھوڑے نہ مری جان پہ آزارِ محمدؐ

خوش بخت ہے زنجیرِ محبّت میں گرفتار   آزاد ہے وہ جو ہے گرفتارِ محمدؐ

بیمار ہوں مجکو نہیں صحّت کی ضرورت   صحّت تو یہی ہے کہ ہوں بیمارِ محمدؐ

مرتے ہیں جو اس راہ میں ہو جاتے ہیں زندہ   جیتے ہیں سدا مر کے دل افگارِ محمدؐ

کچھ دن ہی پہ لمعات کا احسان نہیں ہے   شب کو بھی نظر آتے ہیں انوارِ محمدؐ

گفتارِ حسینانِ جہاں لطف سے عاری   شیریں و دلآویز ہے گفتارِ محمدؐ

ہر وقت ہو جب وردِ زباں صلِّ علیٰ ہی   کیوں دل نہ ہو پھر مہبطِ انوارِ محمدؐ

گو بندۂ ناچیز ہوں خوش بخت ہوں پر شوق

حاصل ہے مجھے صحبتِ ابرارِ محمدؐ

صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۳ ذیقعد ۱۳۷۷ھ ۲۳ مئی ۱۹۵۸ء

چار ۴ حصّے

۱- اللہ تعالیٰ ظلم سے قطعاً پاک ہے۔
۲- مجرموں کو سزا دینا اس کا انصاف ہے۔
۳- مجرموں کو معاف کر دینا اس کا فضل ہے۔
۴- اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین قسم کے مجرموں کو ہرگز نہیں بخشیگا۔

(ا) مشرک (ب) کافر (ج) نفاق اعتقادی کا منافق

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

تفصیل حصّہ اوّل

اللہ تعالیٰ ظلم سے قطعاً پاک ہے

ثبوت اوّل

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ ج وَاِنْ تَکُ حَسَنَۃً یُّضٰعِفْھَا وَیُؤْتِ مِنْ لَّدُنْہُ اَجْرًا عَظِیْمًا ہ) سورۃ النساء رکوع ۶ پ ۵)

ترجمہ:- بے شک اللہ کسی کا ایک ذرہ برابر حق نہیں رکھتا- اور اگر نیکی ہو- تو اس کو دگنا کر دیتا ہے- اور اپنے ہاں سے بڑا ثواب دیتا ہے-

ثبوت دوم

(اَلَمْ یَاْتِھِمْ نَبَاُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۵ وَقَوْمِ اِبْرٰھِیْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْیَنَ وَالْمُؤْتَفِکٰتِ اَتَتْھُمْ رُسُلُھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ ج فَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیَظْلِمَھُمْ وَلٰکِنْ کَانُوْٓا اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ ہ)

(سورۃ التوبہ رکوع ۹ پارہ ۱۰)

ترجمہ:- کیا انھیں ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو ان سے پہلے تھے- نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابراہیم کی قوم اور مدین والوں کی- اور ان بستیوں کی خبر جو الٹ دی گئی تھیں- ان کے پاس ان کے رسول صاف احکام لے کر پہنچے- سو اللہ ایسا نہ تھا- کہ ان پر ظلم کرتا- لیکن وہی اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے-

حاصل

ثبوت اوّل اور ثبوت دوم کا حاصل یہ نکلا- کہ اللہ تعالیٰ نے تو کسی انسان پر کبھی کوئی ظلم نہیں کیا- اور جو قومیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے تباہ ہوئی ہیں ان کی تباہی کا باعث ان کی اپنی بد اعمالیاں تھیں- اور ان کی اپنی بد اعمالیوں کے باعث وہ نتائج نکلنے لازمی تھے- جس طرح کہ کوئی شخص دانستہ سنکھیا کھا لے- اس کا لازمی نتیجہ ہے- کہ کھانے کے بعد اندر سے انتڑیوں کے ٹکڑے کٹ کٹ کر باہر آئیں اور وہ موت کے گھاٹ اتر جائے-

ثبوت سوم

وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْئًا ط وَاِنْ کَانَ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَیْنَا بِھَا ط وَکَفٰی بِنَا حٰسِبِیْنَ ہ) (سورۃ الانبیاء رکوع ۴ پارہ ۱۷)

ترجمہ:- اور قیامت کے دن ہم انصاف کی ترازو قائم کریں گے- پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا- اور اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی عمل ہوگا تو اسے بھی ہم لے آئیں گے- اور ہم ہی حساب لینے کے لئے کافی ہیں-

حاصل

یہ نکلا- کہ کسی انسان پر قیامت کے دن ایک ذرہ برابر بھی ظلم نہیں ہوگا- اور کسی کی کوئی نیکی رائی کے دانہ کے برابر بھی ہوگی اس کا بھی اجر دیا جائے گا-

حدیث شریف کی شہادت

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَعَدَ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ لِیْ مَمْلُوْکِیْنَ یُکَذِّبُوْنَنِیْ وَیَخُوْنُوْنَنِیْ وَیَعْصُوْنَنِیْ وَاَشْتِمُھُمْ وَاَضْرِبُھُمْ فَکَیْفَ اَنَا مِنْھُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ یُحْسَبُ مَا خَانُوْکَ وَعَصَوْکَ وَکَذَّبُوْکَ وَعِقَابُکَ اِیَّاھُمْ فَاِنْ کَانَ عِقَابُکَ اِیَّاھُمْ بِقَدْرِ ذُنُوْبِھِمْ کَانَ کَفَافًا لَا لَکَ وَلَا عَلَیْکَ وَاِنْ کَانَ عِقَابُکَ اِیَّاھُمْ دُوْنَ ذُنُوْبِھِمْ کَانَ فَضْلًا لَکَ وَاِنْ کَانَ عِقَابُکَ اِیَّاھُمْ فَوْقَ ذُنُوْبِھِمْ اُقْتُصَّ لَھُمْ مِنْکَ الْفَضْلُ فَتَنَحَّی الرَّجُلُ وَجَعَلَ یَہْتِفُ وَیَبْکِیْ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَا تَقْرَاُ قَوْلَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْئًا وَاِنْ کَانَ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَیْنَا بِھَا وَکَفٰی بِنَا حٰسِبِیْنَ ہ فَقَالَ الرَّجُلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا اَجِدُ لِیْ وَلِھٰٓؤُلَاءِ شَیْئًا خَیْرًا مِّنْ مُفَارَقَتِھِمْ اُشْھِدُکَ اَنَّھُمْ کُلَّھُمْ اَحْرَارٌ (رواہ الترمذی)

ترجمہ:- عائشہ سے روایت ہے- فرماتی ہیں ایک شخص آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکر بیٹھ گیا- پھر عرض کی یا رسول اللہ بے شک میرے پاس دو غلام ہیں- جو میرے پاس جھوٹ بولتے ہیں- اور میری خیانت بھی کرتے ہیں اور میری نافرمانی بھی کرتے ہیں- اور میں انھیں برا بھلا بھی کہتا ہوں- اور ان کو مارتا بھی ہوں- پس (قیامت کے دن) میرا ان سے کیا فیصلہ ہوگا- پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا- تو ان غلاموں کی خیانت نافرمانی اور جھوٹ کا اور جو سزا تو نے ان کو دی ہے اس کا حساب کیا جائیگا- اگر تیری سزا انکے گناہوں کے برابر ہے تو معاملہ برابر سرابر رہے گا- (یعنی نہ تجھ کو ثواب ملے گا اور نہ انکو عذاب) اور اگر تیری سزا انکے گناہوں سے کم ہوگی- تو ان کے گناہوں کی زیادتی کا تجھ کو اجر ملے گا- اور اگر تیری سزا ان کے جرائم سے زیادہ ہوگی- تو تجھ سے ان غلاموں کے لئے بدلہ لیا جائے گا- یہ سن کر وہ شخص الگ جا بیٹھا- اور رونا چلانا شروع کیا- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا- کیا تو نے اللہ تعالےٰ کا یہ فرمان نہیں پڑھا- وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْئًا وَاِنْ کَانَ مِثْقَالَ

حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ ۝ (یعنی ہم انصاف کی ترازوں کو قیامت کے دن کھڑی کریں گے۔ پھر کسی شخص پر کوئی زیادتی نہ کیجائے گی اگرچہ عمل رائی کے دانہ کے برابر کیوں نہ ہو۔ ہم اس کو حاضر کریں گے۔ اور ہم حساب کرنے والے کافی ہیں) اس شخص نے عرض کی یا رسول اللہ میں اپنے اور ان غلاموں کے لئے اس سے بہتر کوئی بات نہیں پاتا۔ کہ میں ان کو جُدا کر دوں۔ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ یہ سارے غلام آزاد ہیں۔

تفصیل دوم

مجرموں کو سزا دینا اس کا انصاف ہے

ع۱

(ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝) سورۃ یونس رکوع ع۵ پارہ ع۱۱)

ترجمہ:- پھر ظالموں سے کہا جائے گا ہمیشگی کا عذاب چکھتے رہو۔ تمہیں نہیں بدلا دیا جاتا۔ مگر اس چیز کا جو تم کرتے تھے

حاصل

یہ نکلا۔ کہ یہ عذاب تمہاری اپنی بداعمالی کا نتیجہ ہے۔

ع۲

وَلَوْ تَرٰى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ (سورۃ الانعام رکوع ۱۱ پ۷)

ترجمہ:- اور اگر تو دیکھے جس وقت ظالم موت کی سختیوں میں ہوں گے۔ اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھانے والے ہوں گے کہ اپنی جانوں کو نکالو۔ آج تمہیں ذلت کا عذاب ملے گا۔ اس سبب سے کہ تم اللہ پر جھوٹی باتیں کہتے تھے۔ اور اس کی آیتوں کے ماننے سے تکبر کرتے تھے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ یہ عذاب تمہاری اپنی بداعمالی کے باعث ہے۔ اگر تم اللہ تعالےٰ کی طرف غلط باتیں نسبت نہ کرتے اور اس کی آیتوں کے تسلیم کرنے سے تکبر نہ کرتے۔ تو ذلت کے عذاب میں مبتلا نہ ہوتے۔

ع۳

فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (سورۃ یٰسین رکوع ع۴ پ۲۳)

ترجمہ:- پھر اس دن کسی پر کچھ ظلم نہ کیا جائے گا۔ اور تم اسی کا بدلہ پاؤ گے۔ جو کیا کرتے تھے۔

حاصل

یہ نکلا کہ تم لوگ اپنی بد اعمالیوں کے باعث ہلاک کئے جاؤ گے۔ اللّٰھم لا تجعلنا منھم

ع۴

(اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

(سورۃ الطور رکوع ع۱ پارہ ع۲۷)

ترجمہ:- اس (دوزخ) میں داخل ہو جاؤ۔ پس تم صبر کرو۔ یا نہ تم پر برابر ہے۔ تمہیں تو ویسا ہی بدلہ دیا جائے گا۔ جیسا تم کرتے تھے۔

حاصل

یہ نکلا۔ تمہارا دوزخ میں داخلہ تمہاری اپنی شامتِ اعمال کے باعث ہو رہا ہے۔

حدیث شریف کی شہادت

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يُدْنِي الْمُؤْمِنَ فَيَضَعُ عَلَيْهِ كَنَفَهٗ وَيَسْتُرُهٗ فَيَقُوْلُ اَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا اَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ اَيْ رَبِّ حَتّٰى قَرَّرَهٗ بِذُنُوْبِهٖ وَرَاٰى فِيْ نَفْسِهٖ اَنَّهٗ قَدْ هَلَكَ قَالَ سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَاَنَا اَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ فَيُعْطٰى كِتَابَ حَسَنَاتِهٖ وَاَمَّا الْكُفَّارُ وَالْمُنَافِقُوْنَ فَيُنَادٰى بِهِمْ عَلٰى رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:- ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک اللہ مؤمن کو (اپنے) قریب کرے گا اور پھر اپنی حفاظت کی چادر ڈال کر اس کو ڈھک دے گا۔ پھر اللہ مؤمن سے فرمائے گا۔ کیا تو اس گناہ کو جانتا ہے کیا تو اس گناہ کو جانتا ہے۔ پھر کہے گا اے میرے رب ہاں (میں جانتا ہوں، یہاں تک کہ اللہ تمام گناہوں کا (اس سے) اقرار کرائے گا۔ اور وہ اپنے دل میں خیال کرے گا کہ تحقیق وہ ہلاک ہو گیا۔ اللہ فرمائے گا۔ میں نے تیرے ان گناہوں اور عیبوں پر پردہ ڈالا تھا۔ اور آج میں تمہارے وہ گناہ بخش دیتا ہوں۔ پھر اس کو اس کی نیکیوں کا اعمالنامہ دیدیا جائے گا۔ اور لیکن کافر اور منافق ان کو لوگوں کے سامنے بلایا جائے گا۔ اور انھیں پکار کر کہا جاتے گا۔ یہ وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ کا بہتان باندھا۔ خبردار ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ جس طرح کافر اور منافق دنیا میں احکام الٰہی کی کھلا کھلم علی الاعلان مخالفت کیا کرتے تھے۔ اس گناہ کی سزا میں انھیں بھی قیامت کے دن علی الاعلان مخلوقات کے سامنے ذلیل کیا جائے گا۔

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّا اَضْحَكُ قَالَ قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ مِنْ مُخَاطَبَةِ الْعَبْدِ رَبَّهٗ يَقُوْلُ يَا رَبِّ اَلَمْ تُجِرْنِيْ مِنَ الظُّلْمِ قَالَ يَقُوْلُ بَلٰى قَالَ فَيَقُوْلُ فَاِنِّيْ لَا اُجِيْزُ عَلٰى نَفْسِيْ اِلَّا شَاهِدًا مِنِّيْ قَالَ فَيَقُوْلُ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ شَهِيْدًا وَبِالْكِرَامِ الْكَاتِبِيْنَ شُهُوْدًا۔ قَالَ فَيُخْتَمُ عَلٰى فِيْهِ فَيُقَالُ لِاَرْكَانِهٖ اِنْطِقِيْ قَالَ فَتَنْطِقُ بِاَعْمَالِهٖ ثُمَّ يُخَلّٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْكَلَامِ قَالَ فَيَقُوْلُ بُعْدًا لَّكُنَّ وَسُحْقًا فَعَنْكُنَّ كُنْتُ اُنَاضِلُ رواہ مسلم

(ترجمہ) انسؓ سے روایت ہے۔ کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں تھے۔ پھر آپ ہنسے۔ پھر فرمایا۔ تم جانتے ہو۔ میں کس چیز سے ہنسا ہوں۔ راوی کہتا ہے ہم نے کہا۔ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں (کہ آپ کس چیز کے باعث ہنستے ہیں) آپ نے فرمایا۔ بندے کی اپنے رب سے ہمکلامی کے سبب سے (ہنسا ہوں) بندہ کہے گا۔ اے میرے رب کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی۔ آپؐ نے فرمایا۔ اللہ فرماتے گا ہاں۔ پھر کہے گا۔ میں اپنی ذات پر اپنے ہی میں سے گواہی قبول کر سکتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا پھر اللہ فرمائیگا آج تیرا نفس تجھ پر گواہ ہونے کے لحاظ سے کافی ہے۔ اور کراماً کاتبین بھی گواہ ہونے کے لحاظ سے کافی ہیں آپؐ نے فرمایا پھر اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی۔ اور اس کے اعضا سے کہا جائے گا۔ بولو۔ آپؐ نے فرمایا پھر اس

کے اعضا اس کے اعمال بیان کریں گے • پھر اس مہر کو جو مونہہ پر لگائی گئی تھی توڑ دیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا پھر کہے گا۔ دُور ہو۔ بد بختو۔ اور ہلاک ہو۔ میں تمہارے ہی لئے (اللہ سے) لڑ جھگڑ رہا تھا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ قیامت کے دن مجرموں کو جو گناہوں کی سزا ملے گی وہ ٹھیک انصاف پر مبنی ہوگی۔

ع۳

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مَنْ مَرَّ عَلَيَّ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَاُ اَبَدًا لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ اَقْوَامٌ اَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُوْنِيْ ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَاَقُوْلُ اِنَّهُمْ مِنِّيْ فَيُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِيْ (مُتَّفَقٌ عَلَيْہ)

ترجمہ:۔ سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں حوضِ کوثر پر تمہارا میر سامان ہونگا۔ جو شخص میرے پاس سے گزرے گا وہ پئے گا۔ اور جو پئے گا۔ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ البتہ میرے پاس بہت سی قومیں آئیں گی۔ میں ان کو پہچان لونگا۔ اور وہ مجھے پہنچانیں گی۔ پھر میرے اور ان کے درمیان رکاوٹ کر دی جائے گی۔ میں کہوں گا۔ یہ لوگ تو میرے ہیں۔ پھر کہا جائے گا بیشک تو نہیں جانتا۔ انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا نئی باتیں پیدا کی ہیں (یعنی نئی نئی چیزیں خود بنا کر دینِ الٰہی کا جُز بنا رکھی تھیں۔ حالانکہ انھیں دینِ نبوی سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اس بات کے سُننے کے بعد) پھر میں کہوں گا۔ وہ لوگ مجھ سے دُور ہوں۔ اس شخص کے لئے دوری ہے۔ جس نے میرے بعد (دین میں) تغیر و تبدل کر دیا تھا۔

حاصل

یہ نکلا کہ ان لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سے ان کے گناہوں کے باعث دُور کر دیا۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ

تفصیل حصّہ سوم

ثبوت اوّل

مجرموں کو معاف کر دینا اس کا فضل ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ (سورۃ آل عمران رکوع ۱۶ پ ۴)

ترجمہ:۔ بیشک وہ لوگ جو تم میں سے پیٹھ پھیر گئے۔ جس دن دونوں فوجیں ملیں۔ سو شیطان نے ان کے گناہ کے سبب سے انھیں بہکا دیا تھا اور اللہ نے ان کو معاف کر دیا ہے۔ بیشک اللہ بخشنے والا تحمل کرنے والا ہے

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں "مخلصین سے بھی بعض اوقات کوئی چھوٹا بڑا گناہ سرزد ہو جاتا ہے اور جس طرح ایک طاعت سے دوسری طاعت کی توفیق بڑھتی ہے۔ ایک گناہ کی نحوست سے شیطان کو موقعہ ملتا ہے۔ کہ دوسری غلطیوں اور لغزشوں کی طرف آمادہ کرے۔ جنگ اُحد میں بھی جو مخلص مسلمان ہٹ گئے تھے کسی پچھلے گناہ کی شامت سے شیطان نے بہکا کر ان کا قدم ڈگمگا دیا۔ چنانچہ ایک گناہ تو یہ ہی تھا کہ تیر اندازوں کی بڑی تعداد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی پابندی نہ کی۔ مگر خدا کا فضل دیکھو۔ کہ اس کی سزا میں کوئی تباہ کُن شکست نہیں دی۔ بلکہ ان حضرات پر اب کوئی گناہ بھی نہیں رہا حق تعالیٰ کلّیۃً ان کی تقصیر معاف فرما چکا ہے کسی طعن و ملامت کا حق نہیں۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ جن مخلص صحابہ کرام سے جنگ احد کے میدان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں معاف فرما دیا۔

ثبوت دوم

وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰۤى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ (سورۃ البقرۃ رکوع ۶ پارہ ۱)

ترجمہ:۔ اور جب ہم نے موسیٰ سے چالیس رات کا وعدہ کیا۔ پھر تم نے اس کے بعد بچھڑا بنا لیا۔ حالانکہ تم ظالم تھے۔ پھر اس کے بعد بھی ہم نے تمہیں معاف کر دیا۔ تاکہ تم شکر کرو۔

حاشیہ شیخ الہند رحمۃ اللہ

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں "مطلب یہ ہے کہ باوجود اس شرک جلی کے ہم نے تم سے درگذر فرمائی۔ اور تمہاری توبہ منظور کی۔ اور تم کو فی الفور ہلاک نہ کیا۔ (جیسے آل فرعون کو اس سے کم قصور پر ہلاک کر دیا تھا) کہ تم ہمارا شکر ادا کرو۔ اور احسان مانو"

حاصل

یہ نکلا۔ کہ شرک جلی کرنے والے مجرم بھی صدق دل سے توبہ کریں۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے معاف فرما دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں یہ چیز نہیں ہے کہ جو شخص بھی کوئی جرم کرے۔ اسے معافی مل ہی نہ سکے۔

تفصیل حصّہ چہارم

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین قسم کے مجرموں کو ہرگز نہیں بخشیگا۔

۱۔ مشرک

ثبوت اوّل

(اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝)

(سورۃ النساء رکوع ۷ پارہ ۵)

ترجمہ:۔ بیشک اللہ اسے نہیں بخشتا جو اس کا شریک کرے۔ اور شرک کے ماسواء دوسرے گناہ جسے چاہے بخشتا ہے اور جس نے اللہ کا شریک ٹھیرایا اس نے بڑا ہی گناہ کیا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اللہ تعالیٰ شرک کا گناہ ہرگز معاف نہیں فرمائے گا۔ اور شرک کے سوا جو گناہ جس کو چاہے معاف کر دے۔

ثبوت دوم

(اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ط وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا ۰) (سورۃ النساء رکوع ۱۸ پ ۵)

ترجمہ:- بیشک اللہ اس کو نہیں بخشتا جو کسی کو اس کا شریک بنائے۔ اور اس کے سوا جسے چاہے۔ بخشدے۔ اور جس نے اللہ کا شریک ٹھیرایا وہ بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اگر انسان شرک ہونے کی حالت میں مر گیا۔ تو شرک کا گناہ اللہ تعالیٰ ہرگز نہیں بخشے گا۔ اور مشرک کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہنا پڑے گا۔ اور مشرک شرک کے سبب سیدھے راستے سے بہت دور جا پڑتا ہے۔

شرک

یہ ہے۔ کہ جو تعلق بندے کو اللہ تعالےٰ ہی سے رکھنا چاہیئے تھا۔ وہ تعلق کسی اور سے بھی رکھے۔

شرک کی پہلی مثال

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں اعلان ہے۔ کہ رزق کی تنگی اور کشادگی میرے ہی اختیار میں ہے۔ اب اگر اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور کو بھی رزق میں تنگی اور کشادگی کرنے والا سمجھا جائے تو یہ شرک ہو جائے گا۔ یعنی اس شخص نے اللہ تعالےٰ کے حق میں کسی اور کو بھی حصہ دار بنا دیا۔

اس کا ثبوت ۱

(اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ط وَفَرِحُوْا بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ط وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا مَتَاعٌ ۰)

(سورۃ الرعد رکوع ۳ پ ۱۳)

ترجمہ:- اللہ ہی جس کے لئے چاہتا ہے روزی فراخ اور تنگ کرتا ہے۔ اور (قرآن مجید کے مخالف) دُنیا کی زندگی پر خوش ہیں اور دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں کچھ نہیں۔ مگر تھوڑا سا اسباب۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ رزق کی تنگی کرنے والا فقط ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

ثبوت ۲

(اِنَّ رَبَّکَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ط اِنَّہٗ کَانَ بِعِبَادِہٖ خَبِیْرًا بَصِیْرًا ۰)

(سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵)

ترجمہ:- بیشک تیرا رب جس کے لئے چاہے رزق کشادہ کرتا ہے اور تنگ بھی کرتا ہے بیشک وہ اپنے بندوں کو جاننے والا دیکھنے والا ہے۔

حاصل

یہی نکلا۔ کہ رزق کی تنگی اور کشادگی فقط اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے

ثبوت ۳

(قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ)

(سورۃ السبا رکوع ۴ پ ۲۲)

ترجمہ:- کہدو۔ میرا رب جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے۔ لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے۔

میرا خیال ہے

کہ گزشتہ قرآن مجید سے پیش کردہ تین ثبوتوں سے ہر عقلمند اس نتیجہ پر بآسانی پہنچ سکتا ہے کہ رزق کا زیادہ یا کم دینا فقط اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

دُعا

مسلمانوں میں سے کافی تعداد اس شرک میں مبتلا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں کسی کتاب و سنت کے عالم باعمل کے دامن سے وابستہ کردے۔ تو اس شرک سے بچ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اپنے مقبول بندوں کے دامن سے وابستہ فرمائے۔ امین یا الہ العالمین

دوسری مثال

اولاد کا دینا فقط اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے

(لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ط یَہَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ یَہَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّکُوْرَ ۰ اَوْ یُزَوِّجُہُمْ ذُکْرَانًا وَّ اِنَاثًا ج وَیَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا ط اِنَّہٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ)

(سورۃ الشوریٰ رکوع ۵ پ ۲۵)

ترجمہ:- آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی بادشاہی ہے۔ جو چاہتا ہے۔ پیدا کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہے لڑکے بخشتا ہے۔ یا لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اولاد کا دینا فقط اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ لہٰذا جس شخص کو اولاد کی ضرورت ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست کرے۔ اور جب تک منظور نہ ہو۔ اس کی بارگاہ میں دعا کا سلسلہ جاری رکھے۔ اگر اولاد ملتی ہے تو اسی کے دروازے سے ملتی ہے۔ اگر وہ نہ چاہے تو اس کے علاوہ ساری دنیا روز لگالے۔ مگر ہرگز نہیں ملے گی۔ اور اگر اللہ تعالیٰ دینا چاہے۔ اس کے بعد ساری دُنیا زور لگالے۔ کہ نہ ہو۔ تو بھی اولاد ضرور ہوگی

لہٰذا

اللہ تعالیٰ کا دروازہ چھوڑ کر کسی اور سے اولاد کا مطالبہ کرنا شرک ہوگا۔ ہاں۔ کسی زندہ بزرگ سے دعا کرائیں بلکہ اللہ تعالیٰ ان کی دعا کی برکت سے قبول فرمائے۔

ب۔ کفر

جو شخص کفر کی حالت میں مر جائے۔ اس کے لئے بھی بخشش نہیں ہوگی۔ وہ بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہے گا۔ اللھم لا تجعلنا منھم

ثبوت اوّل

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَھُمْ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ عَلَیْہِمْ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۰ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا لَا یُخَفَّفُ عَنْہُمُ الْعَذَابُ وَلَا ھُمْ یُنْظَرُوْنَ

(سورۃ البقرہ رکوع ۱۹ پارہ ۲)

ترجمہ:- بے شک جنہوں نے انکار کیا۔ اور اور انکار ہی کی حالت میں مر بھی گئے۔ تو ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی بھی وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔ ان سے عذاب ہلکا نہ کیا جائے گا۔ اور نہ وہ مہلت دئے جائیں گے۔

حاصل

یہ نکلا کہ کفر کی حالت میں مرنے والے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہینگے

اللھم لا تجعلنا منھم

ثبوت دوم

(وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ط اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا)

(سورۃ النساء رکوع ۳ پارہ ۴)

ترجمہ:- اور اسی طرح اِن لوگوں کی توبہ بھی قبول نہیں ہے- جو کفر کی حالت میں مرتے ہیں- ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔

کفر کا مطلب

یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کا حکم ماننے سے انکار کرنا۔ مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کو یقین دلا دیا تھا۔ کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کلام ہے۔ اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ یہ میری بنائی ہوئی ہے۔ تو تم بھی کم از کم ایک سورۃ ہی بنا کر پیش کر دو۔ مگر باوجود اس چیلنج کے انھیں ایک سورۃ بنا کر لانے کی بھی جرأت نہیں ہوئی۔ اس عاجزی سے انہیں ثابت تو ہو گیا تھا کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کلام ہے۔ مگر پھر بھی ایمان نہیں لاتے تھے۔

مسلمانوں میں کفر

پایا جاتا ہے۔ مثلاً مسلمانوں کے بعض خاندانوں میں اب تک یہ کفر کی رسم چلی آ رہی ہے کہ باپ کی میراث میں لڑکیوں کو حصہ نہیں دیتے۔ مسلمان کہلا کر اللہ تعالےٰ کے تجویز کردہ قانون میراث کو نہ ماننا یہ بھی کفر ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اس قسم کے لوگوں کا ذکر ہے۔

ارشادِ الٰہی ملاحظہ ہو

(وَیَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ یَتَوَلّٰى فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ط وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝)

(سورۃ النور رکوع ۶ پ ۱۸)

ترجمہ:- اور کہتے ہیں ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے- اور ہم فرمانبردار ہو گئے- پھر ایک گروہ اِن میں سے اس کے بعد پھر جاتا ہے- اور وہ لوگ مومن نہیں ہیں- اور جب انھیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے تاکہ ان میں فیصلہ کرے تبھی ایک گروہ اِن میں سے مونہہ موڑنے والے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا- کہ مسلمان کہلانے والوں میں سے جو لوگ اللہ تعالےٰ کے فیصلہ کو ماننے سے انکار کریں وہ لوگ کافر ہو جاتے ہیں- میرا خیال ہے کہ مسلمان اپنی جہالت کی بنا پر شریعت کے فیصلہ کو ماننے سے انکار کرتے ہیں- اور خیال یہ کرتے ہیں- کہ ہم مسلمان بھی رہیں گے اور شریعت کا فیصلہ بھی نہیں مانیں گے اگر ان کو یہ یقین ہو جائے- کہ شریعت کے فیصلہ کے نہ ماننے سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہنا پڑے گا تو مجھے یقین ہے کہ پھر انکار نہیں کریں گے۔ البتہ نام کے لحاظ سے انھیں کافر نہیں کہا جائے گا بلکہ منافق کے نام سے تعبیر کیا جائے گا-

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں:-

(یہ منافقین کا ذکر ہے- وہ زبانی دعوے ایمان و اطاعت کیا کرتے تھے- اور جب عمل کا وقت آتا- تو پھر جاتے حقیقت یہ ہے کہ ان کے دلوں میں شروع سے ایمان و انقیاد موجود ہی نہیں تھا- جو کچھ زبانی جمع خرچ تھا امتحان و ابتلاء کے وقت اس کی بھی قلعی کھل جاتی تھی۔

نفاق اعتقادی کے منافق

کتاب و سنۃ کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ چیز واضح ہوتی ہے کہ نفاق کی دو قسمیں ایک عملی اور دوسرا اعتقادی نفاق عملی وہ ہے- جس کے متعلق حدیث شریف میں یہ ارشاد ہے:-

(عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِیْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِیْهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَتْ فِیْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى یَدَعَهَا اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ) (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

ترجمہ:- عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- چار چیزیں ہیں جس میں یہ ہوں گی وہ خالص منافق ہوگا- اور جس شخص میں اِن چاروں میں سے ایک خصلت بھی ہوگی اس میں ایک عادت نفاق کی ہوگی یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے (وہ کیا کیا ہیں)- جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے- اور جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو بے وفائی کرے- اور جب جھگڑا کرے تو گالیاں دے۔

محدثین کا حاشیہ

چونکہ ان خصلتوں والا شخص اس قسم میں داخل نہیں ہے جو نفاق کی حالت میں مرنے کے باعث ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہیں گے- جن کا ذکر آگے آ رہا ہے- اس لئے محدثین حضرات نے اس حدیث کے حاشیہ پر دو توجیہیں کی ہیں- ایک یہ کہ جو لوگ ان گناہوں کو جائز سمجھ کر کرتے ہیں وہ منافق خالص کے نام سے تعبیر کئے جائیں گے- اور جو لوگ ان چیزوں کو گناہ سمجھتے ہوئے کرتے ہیں وہ منافق خالص نہیں ہیں بلکہ معافی کے قابل ہوں گے- دوسری توجیہ یہ کی ہے- کہ ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جو لوگ ان گناہوں کے مرتکب ہوتے وہ منافق خالص ہی ہوتے تھے۔

نفاق اعتقادی کے منافق کیلئے ابدی جہنم ہے

(اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ط اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ط ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ط وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝)

(سورۃ التوبہ رکوع ۱۰ پارہ ۱۰)

ترجمہ:- تو ان کے لئے بخشش مانگ نہ مانگ- اگر تو ان کے لئے ستر دفعہ بھی بخشش مانگے گا تو بھی اللہ انھیں ہرگز نہیں بخشیگا یہ اس لئے کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کیا اور اللہ نافرمانوں کو راستہ نہیں دکھاتا۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر فرماتے ہیں (یعنی منافقین کے لئے

آپ کتنی ہی مرتبہ استغفار کیجئے۔ اِن کے حق میں بیکار اور بے فائدہ ہے خدا اِن بدبخت کافروں اور نافرمانوں کو کبھی معاف نہ کرے گا۔ واقعہ یہ پیش آیا۔ کہ مدینہ میں رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی کا انتقال ہوا۔ آپ نے قمیص مبارک کفن میں دیا۔ لعاب مبارک اس کے موتھہ میں ڈالا۔ نماز جنازہ پڑھی۔ اور دعائے مغفرت کی۔ حضرت عمرؓ اس معاملہ میں آڑے آتے تھے اور کہتے تھے۔ کہ یا رسول اللہ یہ وہی خبیث تو ہے جس نے فلاں فلاں وقت ایسی ایسی نالائق حرکات کیں ہمیشہ کفر و نفاق کا علمبردار رہا۔ کیا حق تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا:۔ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اے عمرؓ مجھ کو استغفار سے منع نہیں کیا گیا بلکہ آزاد رکھا گیا ہے کہ استغفار کروں یا نہ کروں۔ یہ خدا کا فعل ہے کہ ان کو معاف نہ کرے۔ یعنی ان کے حق میں میرا استغفار نافع نہ ہو۔ سو ان کے حق میں نہ سہی۔ ممکن ہے۔ دوسروں کے حق میں میرا یہ طرز عمل نافع ہو جائے۔ دوسرے لوگ سب سے بڑے موذی دشمن کے حق میں نبی کے اس وسعت اخلاق اور وفور رحمت و شفقت کو دیکھ کر اسلام و پیغمبر اسلام کے گرویدہ ہو جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ صحیح بخاری کی ایک روایت میں آپ نے فرمایا۔ کہ اگر میں جانتا کہ ستّر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرنے سے اس کی مغفرت ہو سکتی ہے تو میں ستّر مرتبہ سے زائد استغفار کرتا۔ گویا اس جملہ میں حضور نے متنبہ فرما دیا۔ کہ حضرت عمرؓ کی طرح آپ بھی اس کے حق میں استغفار کو غیر مفید تصور فرما رہے ہیں۔ فرق اس قدر ہے کہ حضرت عمرؓ کی نظر "بغض فی اللہ" کے جوش میں صرف اسی نقطہ پر منحصر تھی۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم میت کے فائدے سے قطع نظر فرما کر عام پیغمبرانہ شفقت کا اظہار اور احیاء کے فائدہ کا خیال فرما رہے تھے لیکن آخرکار وحی الٰہی "وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ" نے صریح طور پر منافقین کا جنازہ پڑھنے یا ان کے اہتمام دفن و کفن وغیرہ میں حصہ لینے کی ممانعت کر دی۔ کیونکہ اس طرزِ عمل سے منافقین کی ہمت افزائی اور مومنین کے دل کی شکستگی کا احتمال تھا۔ اس وقت سے حضورؐ نے کسی منافق کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی"

مذکورۃ الصدر سطور سے

یہ نتیجہ صاف طور پر برآمد ہوتا ہے کہ نفاق اعتقادی کے منافقوں کے لئے نہ کوئی شفاعت ہے اور نہ نجات ہے۔ اللّٰھم لاتجعلنا منھم

موجودہ زمانہ میں مسلمانوں میں دونوں قسم کے منافق

پائے جاتے ہیں۔ نفاق عملی والوں کی حدیث شریف میں مندرجہ ذیل علامتیں آپ سن چکے ہیں۔

پہلی جب کسی کام پر امین بنایا جائے۔ تو خیانت کرے۔ دوسری بات کرے تو جھوٹ بولے۔ تیسری۔ جب وعدہ کرے۔ تو وعدہ خلافی کرے۔ چوتھی جب جھگڑا کرے۔ تو گالیاں دے۔

شاید ہی کوئی بچا ہوا ہو

اور غور سے دیکھا جائے۔ تو موجودہ مسلمانوں میں شاید ہی کوئی ان بیماریوں سے بچا ہوا ہو۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے ماتحت زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

نفاق اعتقادی والے بھی

مسلمانوں میں کئی آدمی پائے جاتے ہیں۔ وہ لوگ بظاہر مسلمانوں کی فہرست میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اور دل میں وہ اسلام کے مخالف ہوتے ہیں۔ مثلاً آج کل بعض لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ چور اور چورنی کا ہاتھ ہرگز نہ کاٹا جائے۔ یہ وحشیانہ سزا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید میں جو چور اور چورنی کے ہاتھ کاٹنے کی سزا ہے وہ غلط ہے اور سزا کا تجویز کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اس لئے یہ لوگ اللہ تعالےٰ کو نعوذ باللہ ذالک الکفر وحشی قرار دے رہے ہیں۔ کیا پھر ان لوگوں کو ایماندار کہا جا سکتا ہے۔ یہ لوگ بظاہر مسلمان ہیں۔ اور اندر میں بے ایمان ہیں۔ اسی وضع کے لوگوں کو شریعت میں نفاق اعتقادی کا منافق کہا جاتا ہے۔ بعض مسلمان کہلانے والے کہتے ہیں۔ کہ قرآن مجید میں عورتوں کو پردہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ غلط ہے۔ عورتوں کو مردوں سے کوئی پردہ نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ جس طرح مرد آپس میں ایک دوسرے سے آزادانہ ملتے ہیں اسی طرح عورتوں اور مردوں کو بھی آپس میں بے حجابانہ ملنے کی عام اجازت ہونی چاہیئے۔ کیا اللہ تعالےٰ پر اعتراض کرنے سے ان کا ایمان باقی رہ سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اس قسم کے لوگ بظاہر مسلمان ہیں۔ اور اندر سے بے ایمان ہیں۔ ان ہی لوگوں کو نفاق اعتقادی کا منافق کہا جاتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ قرآن مجید میں سود کے حرام ہونے کا حکم دیا گیا ہے یہ غلط ہے۔ سودی کاروبار کے سوا قومیں پنپ نہیں سکتیں۔ یہ لوگ بھی اللہ تعالےٰ پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اس نے قرآن مجید میں سود کے حرام ہونے کا حکم کیوں نازل فرمایا ہے۔ یہ لوگ بھی بظاہر مسلمان کہلاتے ہیں۔ اور اندر میں بے ایمان ہیں۔ اُنہی لوگوں کو اسلام کی اصطلاح میں نفاق اعتقادی کا منافق کہا جاتا ہے۔ میں بفضلہ تعالیٰ

اِن باطل پرستوں کی تردید

دلائل سے کر سکتا ہوں۔ اور اللہ کے فضل سے یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ دنیا میں امن اور اخلاق کی حفاظت انہیں قوانین پر عمل کرنے سے ہو سکتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے تجویز فرمائے ہیں۔ مگر خطبے کے طوالت کے خوف سے اس وقت وہ دلائل پیش نہیں کئے گئے۔ اور اس قسم کے مجرموں کے لئے سر دست یہ تنبیہ کافی ہے۔ کہ قوانین الٰہیہ پر جرح کرنے سے تم بے ایمان ہو گئے ہو۔ توبہ کرنے کے سوا مر گئے تو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دوزخ میں جاؤ گے۔ وما علینا الا البلاغ و آخر دعوانا ان الحمد للہ

مجلس ذکر :— منعقدہ جمعرات ۲۲ رمئی ۱۹۵۸ء مطابق ۲ ذیقعد ۱۳۷۷ھ

مسلمان کا فرض ہے کہ آخرۃ کو دُنیا پر ترجیح دے

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مُرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ نے مندرجہ بالا عنوان کے تحت حسب ذیل تقریر فرمائی۔ (خاموش مبلغ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمّا بعد

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَ اَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَ اَعْمَالِکُمْ (رواہ مسلم) (باب الریاء والسمعۃ)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کا مدار خوبصورتی یا مال کی زیادتی پر نہیں ہے بلکہ اس کے یہاں اعمال کی قیمت دل کی نیت اور جذبہ پر ہوتی ہے۔ پہلے اللہ تعالیٰ دل کو دیکھتا ہے۔ اس کے بعد اعمال کو دیکھتا ہے اور دل کے جذبہ کے مطابق عمل کی قیمت لگاتا ہے۔

حدیث شریف :۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰیؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ دُنْیَاہُ اَضَرَّ بِاٰخِرَتِہٖ وَمَنْ اَحَبَّ اٰخِرَتَہٗ اَضَرَّ بِدُنْیَاہُ فَاٰثِرُوْا مَا یَبْقٰی عَلٰی مَا یَفْنٰی (رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ :۔ ابی موسیٰؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص اپنی دنیا کو عزیز و محبوب رکھتا ہے (اس قدر عزیز رکھتا کہ خدا کی محبت پر غالب آ جائے) وہ اپنی آخرت کو ضرر پہنچاتا ہے اور جو شخص اپنی آخرت کو عزیز رکھتا ہے وہ اپنی دنیا کو ضرر پہنچاتا ہے۔ پس تم اس چیز کو اختیار کرو جو باقی رہنے والی ہے اور فنا ہونے والی چیز کو چھوڑ دو۔

دین اور دُنیا دونوں برابر نہیں چل سکتیں۔ ایک کو اصل اور دوسری کو فرع بنانا پڑے گا۔ جیسے بیوی گھر کی مالکہ ہے اور خادمہ اس کی لونڈی۔ عام طور پر دنیا کو ترجیح دی جاتی ہے اور دین کو نمبر دوم پر رکھا جاتا ہے۔

اگر دُنیا کو مقصود بالذات بنائیں گے تو آخرت کو نقصان پہنچائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے میری اُمّت تم اس چیز کو ترجیح دینا جو باقی رہنے والی ہے۔

دُنیا کی زندگی آخرۃ کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے ماں کے پیٹ میں بچہ۔

عام طور پر ماں کے پیٹ میں بچہ ۹ ماہ دس دن رہتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میری اُمّت کی عمریں ۶۰ اور ۷۰ سال کے درمیان ہوں گی۔ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں عمریں زیادہ ہوتی تھیں حضرت نوحؑ نے ساڑھے نو سو سال (نبی ہونے کے بعد) تبلیغ کی ہے۔ نبوّت سے پہلے کی عمر خدا جانے اور اُمّت کے غرق ہو جانے کے بعد بھی حضرت نوحؑ زندہ رہے۔ جیسے ماں کے پیٹ کی زندگی عارضی تھی اسی طرح دنیا کی زندگی بھی عارضی ہے اور سدا رہنے کی نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ دُنیا فانی اور آخرۃ باقی ہے

موت کو ذبح کیا جائیگا

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب دوزخی دوزخ میں اور جنتی جنّت میں چلے جائیں گے تو موت کو مینڈھے کی شکل میں لا کر ذبح کیا جائے گا۔

عَنْ اِبْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَارَ اَھْلُ الْجَنَّۃِ اِلَی الْجَنَّۃِ وَاَھْلُ النَّارِ اِلَی النَّارِ جِیْئَ بِالْمَوْتِ حَتّٰی یُجْعَلَ بَیْنَ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ ثُمَّ یُذْبَحُ ثُمَّ یُنَادِیْ مُنَادٍ یَا اَھْلَ الْجَنَّۃِ لَا مَوْتَ وَیَا اَھْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ فَیَزْدَادُ اَھْلُ الْجَنَّۃِ فَرَحًا اِلٰی فَرَحِھِمْ وَیَزْدَادُ اَھْلُ النَّارِ حُزْنًا اِلٰی حُزْنِھِمْ (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جس وقت جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو موت کو لایا جائے گا۔ اور دوزخ اور جنّت کے درمیان اس کو ذبح کر دیا جائے گا۔ پھر اعلان کیا جائے گا۔ کہ اے جنتیو! اور اے دوزخیو! اب موت نہیں آئیگی یہ سن کر جنتیوں کی فرحت و مسرّت بڑھ جائے گی اور دوزخی رنج و غم کے دریا میں ڈوب جائیں گے۔

ثابت یہ ہوا کہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی ہے جو شخص دنیا کو محبوب بنائے گا آخرۃ کو نقصان پہنچائے گا۔ ایک کو اصل اور دوسری کو تابع بنانا پڑے گا۔ زندگی کے ہر شعبہ اور ہر قدم پر دُنیا سے بھی چھٹکارا نہیں اور آخرت سے بھی چھٹکارا نہیں۔ جو بے ایمان آخرت کو نہیں مانتے —— وہ قیامت کے دن کہیں گے۔

قَالُوْا یٰوَیْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ

ہائے افسوس کس نے ہمیں ہماری خوابگاہ سے اُٹھایا۔ اور پھر خود ہی کہیں گے

ھٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ

یہی ہے جو رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا (سورہ یٰسین)

اللہ تعالیٰ سے دُعا کیجئے کہ آخرت کو ترجیح دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین!

دوکانداروں کیلئے مستقل دوزخ کا وعید!

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔ وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ ۙ الَّذِیْنَ اِذَا اکْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ ۙ وَاِذَا کَالُوْھُمْ اَوْ وَّزَنُوْھُمْ یُخْسِرُوْنَ ۙ (سورہ مطففین پ ۳۰ ع ۱)

ترجمہ:۔ کم تولنے والوں کے لئے تباہی ہے وہ لوگ کہ جب لوگوں سے ماپ کریں تو پورا لیں اور جب اُن کو ماپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا کر دیں۔

منڈی یا بازار سے چالیس سیر گندم لاؤ گھر میں ۳۹½ سیر ہوگی۔ یعنی آدھ سیر تین پاؤ ضرور کم ہوگی۔ غرض ہر جگہ انسان بد دیانتی کر سکتا ہے اور دیانتداری

سے بھی کام کر سکتا ہے۔

بعض ملازمت پیشہ اور تجارت پیشہ حلال چاہتے ہیں اور بعض حرام کھاتے ہیں۔ دونوں ملسکتے ہیں۔ دین و دنیا ہر جگہ لازم ملزوم ہیں خواہ شادی ہو یا غمی۔

ایک شادی شریعت محمدیہ کے اتباع کی ہے اور ایک شادی شریعت محمدیہ کے خلاف ہے۔ اسی طرح ایک مرنا وہ ہے جو شریعت کے مطابق ہے اور ایک غمی وہ ہے جو خلاف سنت ہے اسی طرح ایک منگنی شریعت کے مطابق اور دوسری شریعت کے خلاف ہے۔

بعض صحابہ کرامؓ کو ختنہ کی تقریب پر دعوت دی گئی تو انہوں نے انکار کر دیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ سنت نہ تھی۔ اس زمانہ میں امیر کے بیٹے کے ختنہ کی تقریب بھی اتنی پر تکلف ہوتی ہے کہ غریب کے بیٹے کی شادی پر بھی اتنا خرچ نہیں ہوتا۔ اگر دنیا کو ترجیح دوگے تو اللہ تعالے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی مخالفت ہوگی۔

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ۝ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا ۝ (سورۃ بنی اسرائیل ع ۳ پ ۱۵)

ترجمہ:- مال کو بیجا خرچ نہ کرو۔ بیشک بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکر گزار ہے۔

شادی کے موقعہ پر لڑکی والوں کے رشتہ دار آتے ہیں اور لڑکے والوں کے رشتہ دار بھی آتے ہیں لیکن ختنہ کے موقعہ پر ایسی کیا ضرورت ہے۔

دین و دنیا ہر جگہ اکٹھے ہیں ایک رشتہ دیندار ہے لیکن لڑکے کی آمدنی کم ہے۔ اور دوسرا رشتہ پکا بے دین ہے مگر تنخواہ پانچسو روپیہ ماہوار ہے تو اس بے دین کو ترجیح دی جاتی ہے۔ ایسے بے دین کے گھر بیاہی جانے والی لڑکی قیامت کے دن اپنے ابّا امّاں پر لعنت بھیجے گی اور کہے گی کہ میرے ماں باپ نے مجھے اس بے دین کے پلّے باندھ دیا۔ جن لوگوں نے دنیا کو ترجیح دی خوب سینما دیکھے خوب ڈانس کھیلے۔ خوب شرابیں پیں اور وہ قیامت کے دن کہیں گے میرے ماں باپ نے تیرا دین نہ سکھایا۔ کالج کے ہوسٹل کا دروازہ دکھایا لیکن مسجد کا دروازہ نہ دکھایا۔ اور دین نہ سکھایا۔ ایسے ماں باپ اپنے بیٹے بیٹوں کے بدخواہ ہیں۔ نہ نماز آتی ہے نہ التحیات آتی ہے نہ دعاء قنوت آتی ہے۔ لڑکی کو بی۔ اے تک تو پڑھایا لیکن قرآن ناظرہ بھی نہ پڑھایا۔ لڑکی کی آخرت خراب ہوگئی اور ایسی لڑکیاں بھی جہنم میں جائیں گی اور کہیں گی اے اللہ ہمارے بڑوں (ابّا اور امّاں) کو دوزخ کا دوگنا عذاب دے کہ انھوں نے دنیا کا علم تو پڑھایا مگر دین نہ سکھایا۔

شادی غمی تجارت ملازمت ہر جگہ دین و دنیا آتی ہیں۔ شیطان ان کو یہ پڑھاتا ہے کہ شادی پر آتشبازی اور باجہ نہ بجایا تو لوگ کہیں گے جنازہ جا رہا ہے۔ قرآن شریف کا خاتمہ اس لفظ پر ہے کہ بعض انسان عین شیطان ہیں۔

جس لڑکے کے سر پہ سہرا ہو میں اس کا نکاح نہیں پڑھا کرتا۔ تم شریعت کی مخالفت کرو۔ تو ہم تمہارے ساتھ نہیں۔ ایسی خلاف سنت براتوں سے میں اٹھ کر چلا آتا ہوں۔ اللہ تعالے یہ جذبہ اور قوت ایمانی عطا فرمائے۔ اللہ کی باتیں سننے سے یہ جرأت پیدا ہو جاتی ہے کہ برادری ساری ایک طرف ہو جائے۔ دنیا ساری ایک طرف ہو جائے لیکن وہ خلاف شرع رسوم کی مخالفت کرتے ہیں۔ جرأت ایمانی قرآن مجید مسلسل سننے سے آجاتی ہے۔ میں کہا کرتا ہوں کہ جس لڑکی نے آپ کے گھر کا پانی پیا ہے۔ وہ باپ کے گھر کا کبھی نہیں پی سکتی۔ اے مسلمان تیرا تو تقدیر پر ایمان ہے

قرآن کا فیصلہ

اَلْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ ج (سورۃ النور ع ۳ پ ۱۸)

ترجمہ:- ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لئے ہیں۔ اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لئے ہیں اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے ہیں۔

تم اگر طیّب بنوگے تو اللہ تعالی طیّب عورتیں دے گا اور اگر تم خبیث بنوگے تو اللہ تعالی خبیث عورتیں دے گا۔ دروازہ الٰہی پر آنے سے انقلاب پیدا ہو جاتا ہے۔ جو آتا ہے خالی نہیں جاتا۔ لیکن جو نہیں آتا اس کو اللہ تعالی دیتے نہیں جاتا۔ نمک میں تاثیر ہے۔ کونین میں تاثیر ہے۔ کیا قرآن میں تاثیر نہیں ہے؟ ہے اور ضرور ہے۔ مسلسل قرآن سننے سے طبیعت میں انقلاب پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالے استقامت عطا فرمائے۔ اور لحد قبر تک ایمان سلامت رہے۔ آمین یا الٰہ العالمین!

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ۔

بقیہ ایجنٹ حضرات کیخدمت میں

(صـ۳ سے آگے)

ہے۔ اور یہ رزق حلال ہے۔

یہ تصویر کا ایک رخ ہے۔ دوسرا رخ بھی ملاحظہ ہو۔ اگر آپ بل کی ادائیگی نہیں کرتے اور دفتر بامر مجبوری پرچہ کی ترسیل بند کر دیتا ہے۔ اس طرح اشاعت میں جو رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ آپ عنداللہ اس کے ذمہ دار ہیں۔ آپ کو اس کے دینوی اور اخروی نقصانات کا اندازہ نہیں۔ ورنہ آپ ہرگز اس جرم کا ارتکاب نہ کرتے۔

جن ایجنٹ حضرات کے ذمہ پرچہ کی رقم باقی ہے۔ اور ان کو پرچہ نہیں بھیجا جاتا۔ ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ جس طرح بھی ہوسکے جلد از جلد ادائیگی کریں۔ اور دوبارہ اشاعت دین میں حصہ دار بن کر سرمایہ سعادت جمع کرنے کی کوشش کریں۔

اگر آپ

کو خریدار ادائیگی نہیں کرتے تو وہ بھی عنداللہ مجرم ہیں۔ آپ آئندہ ان کو پرچہ دینا بند کر دیں۔

لیکن

پرچہ کی اشاعت میں روڑے اٹکا کر آپ خود مجرم نہ بنیں۔

مضامین نگار حضرات اپنے مضامین خوشخط اور کاغذ کے ایک طرف لکھا کریں۔ (مینجر)

مسلمانوں کے تنزل کا سب سے بڑا سبب

اور اس کا واحد علاج

علامہ عظمت اللہ صاحب علوی بہاولپوری

قسط دوم

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ ط نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ قرآن مجید

"بے شک جن لوگوں نے اقرار کیا۔ کہ اللہ ہی ہمارا پروردگار ہے۔ پھر اسی عقیدہ پر جمے رہے (مرتے دم تک) ان لوگوں پر رحمت کے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آئندہ کے لئے اس عقیدہ کے بعد نہ کسی طرح کا رنج اور نہ کسی قسم کا اندیشہ کرو اور بہشت جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ اب اس کی خوشیاں مناؤ۔ دنیا کی زندگی میں بھی ہم (خدا) تمہارے دوست تھے۔ اور (اب) آخرت میں بھی ہیں۔ اور جس چیز کو تمہارا جی چاہے گا۔ بہشت میں موجود ہوگی۔ اور جو چیز تم طلب کروگے، موجود ہوگی۔ یہ مہمانی ہے۔ تمہارے رب مہربان کی طرف سے"

اس موقعہ پر مجھ جیسا ناکارہ خلائق اور کمزور ایمان والا یہ اعتراض کر سکتا ہے۔ کہ اسلام مانع ترقی ہے۔ کیونکہ اسلامی قوانین کے مطابق زندگی بسر کرنے سے سوائے مصائب اور آلام و فاقہ مستی سے دوچار ہونے کے اور کچھ نہیں نظر آتا۔ اور اسلام کی پابندی دنیوی ابھار کے بالکل مانع ہے۔ سو عرض ہے کہ یہ خیال محض خیال اور اس قدر غلط ہے کہ اس سے زیادہ لغو اور کوئی خیال ہو ہی نہیں سکتا۔ جو لوگ اسلامی تاریخ سے واقف ہیں اور انہوں نے ہمارے اسلاف کے کارناموں کا مطالعہ کیا ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ اسلام سے پہلے دنیا کی کیا حالت تھی۔ خود اسلام کا۔ مولد عرب کس درجہ جہالت و ناداری اور ذلت و پستی میں مبتلا تھا اور اسلام نے اس کو کہاں تک پہنچا دیا۔ اس کی وضاحت حضرت جعفر بن ابی طالب کی اس تقریر سے اظہر من الشمس ہے۔ جو انہوں نے ابتدائے اسلام میں شاہ حبش کے دربار میں جواباً فرمائی۔ جبکہ اس نے دریافت کیا کہ تم نے اپنا قدیمی مذہب چھوڑ کر اسلام کیوں قبول کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ اے بادشاہ! ہم لوگ پہلے جاہل تھے۔ بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ مری ہوئی چیزوں کو کھاتے تھے فحش باتوں کو کرتے تھے رحمی تعلقات کو قطع کر دیتے تھے۔ ہمسایوں کے ساتھ برائی سے پیش آتے تھے اور ہم سے قوی ضعیف کو کھا جاتا تھا۔ ایک مدت تک ہم اسی جہالت میں مبتلا رہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہماری جماعت میں سے ایک رسول بھیجا۔ جس کا نسب اور خاندان اور اس کی امانتداری اور پاکدامنی کو ہم جانتے ہیں۔ اس نے ہمیں خدا کی طرف بلایا تاکہ ہم خدا کی وحدانیت کا اقرار و اظہار کریں۔ اور صرف اسی کی عبادت کریں اور جن بتوں کو ہم اور ہمارے باپ دادا خدا کو چھوڑ کر پوجتے چلے آئے تھے ان کی پوجا چھوڑ دیں۔ صلہ رحمی اور قرابتداری کے تعلقات کو قائم کریں۔ پڑوسیوں سے اچھا برتاؤ کریں۔ محرمات اور خونریزی سے بچتے رہیں اور اس نے ہم کو بے حیائیوں اور جھوٹی باتوں اور یتیموں کا مال کھانے اور پاکدامن عورتوں کو تہمت لگانے سے منع کیا ہے اس نے ہمیں اس بات کا حکم دیا ہے اور صرف خدا کی عبادت کریں اور اُس کی ذات و صفات میں کسی کو شریک نہ کریں اور ہمیں نماز و زکوٰۃ اور روزے کا حکم دیا ہے۔ اس تقریر کے بعد حضرت جعفرؓ نے فرمایا کہ ہم نے اُس رسولؐ کی تصدیق کی اور ایمان لائے اور جو کچھ وہ خدا کی طرف سے لایا۔ اس کی ہم نے تصدیق کی اور تسلیم کیا۔ لہٰذا اب ہم صرف ایک ہی خُدا کی عبادت و پرستش کرتے ہیں۔ اور کسی دوسرے کو اس کی ذات و صفات میں شریک نہیں کرتے۔ اور جس چیز کو اس نے حرام کر دیا ہے۔ حرام سمجھتے ہیں۔ اور جس چیز کو اس نے حلال بتایا ہے حلال جانتے ہیں۔ اس پر قوم ہماری دشمن ہو گئی اور اس نے ہمیں تکلیفیں اس لئے پہنچائیں کہ ہم پھر دین الٰہی سے بُت پرستی کی طرف مائل ہو جائیں۔ عربی سے ترجمہ سیرۃ ابن ہشام جلد اوّل صہ ۱۱۶

خداوند قدوس نے جن لوگوں کو دماغ اور سمجھ عطا فرمائی ہے۔ وہ خود انصاف فرمائیں کہ اسلامی قوانین پر عمل کرنا باعث ترقی ہے یا تنزل؟ ہاں ہم جس کو ترقی سمجھے ہوئے ہیں وہ یہ ہے کہ صبح وشام پیٹ پوجا۔ پھر کام دوجا۔ نہ کسی حد شرع کی پرواہ۔ نہ کسی نیک عمل کی چاہ۔ جب کوئی مصیبت آئی تو تقدیر کا شکوہ خدائی نا انصافی کا گلہ۔ نہ یہ خیال کہ ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں۔ ہم انسان کیوں کہلاتے ہیں۔ حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ یہ زندگی دواب اور طیور کی ہے۔ انسانی زندگی کا پروگرام وہی ہے۔ جس کو سرور کائنات فخر موجودات خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو برس پہلے پیش فرمایا۔ اور جن لوگوں نے اس پر عمل کیا۔ انہوں نے دُنیا اور آخرت کی کامیابی حاصل کی۔

اسلامی تعلیمات نے نہ صرف عربوں کو انسان بنایا۔ بلکہ اسلام کا یہ عام احسان ہے کہ اس نے تمام اقوام عالم کو جہالت کے قعر عمیق سے نکال کر وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ کا وارث بنایا۔

اگر اسلام مانع ترقی ہوتا تو قرون اولےٰ کے اہل اسلام ہم سے زیادہ پست و خراب حال ہوتے۔ اگر مذہبی پابندی تنزل و ادبار کا سبب ہوتی تو مسلمانوں کو زمانہ ماضی میں کبھی عروج نصیب نہ ہوتا۔ اگر دین الٰہی دنیاوی جاہ و حشم میں حارج

(بقیہ صہ ۱۶ پر)

قلتُ أرثي حسين أحمد المدني

(مرسلہ جناب پیر محمد حسن صاحب پرنسپل گورنمنٹ انٹرمیڈی ایٹ کالج راولپنڈی)

إنّ صنع الله مما لا يعد هكذا آلاؤه مما لا يحد
اللہ کی قدرتوں کا کچھ شمار نہیں اور نہ ہی اس کی نعمتوں کی کوئی حد ہے

كل يوم هو في شأن جديد فاعبدوه ربنا بالانفرد
ہر روز وہ ایک نئی شان میں ہوتا ہے لہٰذا اسی کی پرستش کرو اور موت کو ٹالا نہیں جا سکتا

كيف ينجو عائش منها إذا نشبت أظفارهن في أحد
جب موت کے پنجے کسی زندہ انسان میں گڑ جائیں تو پھر اس سے نجات حاصل نہیں ہو سکتی

هل سمعتم يا ثقاتي أخبروا إذ حسين ربه منا حرد
اے ثقہ لوگو جب حسین اپنے رب کے پاس چلا گیا تو کیا تم نے بھی سنا مجھے بتا تو دو

إخوتي كيف حملتم نعشه هل رضيتم أن يدسّه الصعد
بھائیو! تم اس کی نعش کیسے اٹھا کر لے گئے کیا تم اس پر راضی ہو گئے تھے کہ مٹی اسکو چھپا دے

يا حسين ما تجيب أنفسا؟ همعت أعينهم مما تجد
اے حسین احمد آپ ان لوگوں کو جواب کیوں نہیں دیتے جن کی آنکھیں آپ کے غم میں زار زار رو رہی ہیں

ما دهاك يا ديوبند إذا مات أحمد ومنك الرحل شد
اے دیوبند جب حسین احمد مر گئے اور وہ تم سے کوچ کر کے چلے گئے تو تم پر کیا گزری

دفنوا علم الحديث معه حينما الحفار آجرا نضد
جب گورکن نے ان پر اینٹیں چن دیں اور دفن کر دیا تو ان کے ساتھ علم حدیث بھی دفن ہو گیا

كان ذا رأي وذهن ثاقب يستمد منه في حل العقد
وہ مضبوط رائے اور ذہن ثاقب کے مالک تھے مشکلات کے حل کرنے میں ان سے مدد لی جاتی تھی

من يقوم بعده في مجلس حاضر الطلاب فيه واجتهد
جس مجلس میں طلبہ کو درس دیتے اور اجتہاد کرتے تھے اب [illegible] کون بیٹھیگا۔

كان حرزا مانعا نعلمه فاستحال نكبة لا تسترد
زندگی بھر تو وہ ہمارے لئے زبردست پناہ تھے مگر اب انکی موت ہمارے لئے ایسی مصیبت بن گئی [illegible] نہیں سکتا

مات كل عالم بموته ثل منه ركن دين لا يهد
انکی موت گویا تمام جہان کی موت تھی جس سے ایک رکن دین جو کبھی منہدم نہ ہو سکتا تھا منہدم ہو گیا۔

كان للتدريس بحرا فائضا من ينابيع العلوم يستمد
درس کے وقت وہ ایک ایسے جاری سمندر تھے جسے علم کے چشموں سے مدد ملتی ہو

غاض عين يستقى من مائه نضب العين وما كان ينسد
اب جس چشمہ سے پانی لیا کرتے تھے خشک ہو گیا چشمہ خشک ہو گیا حالانکہ پہلے اس [illegible] سکتا تھا

أصبح الباكون صرعى حوله هز عرش الله منه وارتعد
اس کے گرد رونے والے گر پڑے ہیں اور انکی موت پر عرش بھی لرز اٹھا

هل رأى الراؤون مثل نعشه ناعم أعصابه غض الجسد
کیا کسی نے اس جیسی نعش دیکھی ہے کہ جس کے پٹھے نرم اور جسم تر و تازہ ہو

قد أرى الناس النبي يقظة هكذا الأخبار عنه قد ورد
ان کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے لوگوں کو بیداری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرائی

لم يكن فظا ولا مماريا حينما يسأل تأنى واتأد
نہ یہ بد خلق تھے اور نہ جھگڑالو جب کبھی ان سے کوئی بات پوچھی جاتی تو سوچ اور بردباری سے کام لیتے

رب عات عاند سدده عن عماه وأقام عن أود
انہوں نے کئی ایک سرکش اور معاندوں کو اپنی جہالت سے ہٹا کر سیدھی راہ بتادی اور ان کو کجروی سے ہٹا دیا

قد وجدناه جوادا ندسا دائما بل عينه عين حتد
ہم نے انہیں ہمیشہ سخی اور سمجھدار پایا نہیں بلکہ ان کا چشمہ ایک منقطع نہ ہونے والا چشمہ تھا

فتحت أبواب جنات له إذ دفناه ولما نبتعد
جب ہم نے انہیں دفن کر دیا اور ابھی دور نہ ہٹے تھے کہ ان کے لئے ابواب جنت کھول دیئے گئے

قال رضوان سلام نزلا من غفور لا لحكمه مرد
رضوان نے کہا تمہاری ضیافت اس غفور رب کی طرف سے سلامتی سے کی جائیگی جس کے حکم کو کوئی رد نہیں کر سکتا

سأعزي النفس عنه إذ أرى لا يرد الموت عنه من أحد
میں عنقریب اپنے نفس کو صبر کی تلقین کروں گا کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ کوئی بھی اس سے موت کو رد نہیں کر سکتا۔

اسلام اور حکومت

(از جناب ایم عبدالرحمٰن صاحب صابر لودھیانوی) بی اے - بی ٹی پرنسپل عثمانیہ کالج شیخوپورہ)

حقیقت میں بادشاہت تو خدا ہی کی ہے - دُنیا کے فرمانروا اُس کے نائب ہوتے ہیں اور نائب و خلیفہ کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ بادشاہ کے قانون کے مطابق حکومت کرے - خلیفہ و نائب وہی ہو سکتے ہیں جو ایماندار - نیکوکار اور شریف ہوں - جب عرب والے اسلام لے آئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا اور وُہ عرب جو حکومت و حکمرانی اور امن و انتظام کے نام سے بھی بیگانہ تھے - نہ صرف عرب کے فرمانروا بن گئے بلکہ دنیا کی آقائی انہی کا حصّہ اور انہی کی قسمت بن گئی -

اللہ تعالیٰ سورہ نور پ۱۸ میں فرماتا ہے :-

" اے مُسلمانو ! تم میں سے جو ایماندار اور نیکوکار ہیں خُدا نے اُن سے وعدہ کر لیا ہے کہ وُہ انھیں دُنیا میں خلافت و حکومت عطا کرے گا اسی طرح جس طرح کہ اس نے اگلی اُمتوں کو خلافت و حکومت عطا کی تھی ساتھ ہی خُدا اُن کے مذہب کو بھی ضرور غلبہ و اقتدار عطا کرے گا - کیونکہ خُدا نے اُن کے لئے یہی مناسب و بہتر سمجھا ہے - اس وقت مُلک میں جو بدامنی و بے انتظامی ہے اسے بھی امن و انتظام سے بدل دے گا تاکہ یہ میری ہی عبادت کریں اور کسی کو میری ذات و صفات میں شریک و سہیم نہ بنائیں "

بہ الفاظِ دیگر اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے یہ وعدے کر رہا ہے (۱) حکومت و سلطنت عطا کی جائے گی (۲) مذہبِ اسلام کو پوری قوت و شوکت عطا ہو گی (۳) ملک میں امن و انتظام قائم کر دیا جائے گا -

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جو خُدا کی مدد کرتا ہے خُدا بھی اس کی مدد کرتا ہے جو خُدا کے احکام کے مطابق چلتا ہے - لازمی ہے کہ خُدا کی طرف سے اس کی مدد کی جائے اور ضرور کی جائے - وُہ بہت طاقت والا اور سب پر غالب ہے مسلمان وُہ ہیں جنہیں اگر خُدا دُنیا میں طاقت و شوکت عطا کرے تو وُہ اسے نیک ہی امور میں صرف کریں - عبادتِ الٰہی میں مصروف رہیں - مستحقین کی مالی امداد کریں زکوٰۃ دیں - لوگوں کو نیکی کی تاکید کریں اور انھیں برائیوں سے روکیں - در اصل ہر کام کا انجام خُدا ہی کے ہاتھ میں ہے -

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ایمان و عمل اور صبر و استقلال کا امتحان لے کر اپنی نیابت اور خلافت کا تاج اُن کے سروں پر رکھ دیا ہے - بتایا جا چکا ہے کہ اسلامی شاہنشاہی کا پہلا دن فتح مکہ کا دن تھا - اس کے فوراً ہی بعد حضور نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمانروایانہ حیثیت سے نظم و نسق ملک و ترتیب آئین و ضوابط کی طرف توجہ شروع کی - اور ذیل کے احکام کا تقرر شروع کر دیا - محصّلین زکوٰۃ اور عمّالِ حکومت مختلف حصّوں میں قیامِ امن و انتظام کے لئے مامور کئے - لیکن ہر رشتہ کا آخری سرا آپ ہی کے ہاتھوں میں رہا - کوئی کام اور کوئی خدمت ایسی نہ تھی جسے عمّال کے سپرد کر کے آپ یکسُو ہو گئے ہوں ساری ذمّہ داریاں آپ ہی کے دوشِ مبارک پر تھیں -

تمام مشہور انبیاء و اکابر مرسلین اور صاحب شریعت پیغمبروں کی سیرت آپ کے سامنے ہے - آپ کو کوئی پیغمبر ایک فرمانروا اور ایک بادشاہ بھی ابتدائے عالم سے دورِ حاضر تک ایسا نہ ملے گا جس کی زندگی اتنی مصروف اور اتنی ہمہ گیر زندگی ہو جتنی کہ حضور نبیؐ کریم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی تھی - کوئی لمحہ اور کوئی ثانیہ آپ کا ایسا نہ تھا جو فرصت کا ہو اور جس میں آپ آرام و سکون کے ساتھ بیٹھ سکیں - تمام بڑے بڑے معرکوں کی قیادت آپ ہی کرتے تھے تمام غزوات میں سپہ سالاری آپ ہی فرماتے تھے - کیونکہ فریضۂ مذہبی کو آپ سے بہتر کوئی دوسرا سرانجام نہیں دے سکتا تھا -

احادیث

(۱) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں حضور اکرم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا غور سے سُنو - تم میں سے ہر شخص نگراں ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیّت کے متعلق باز پُرس کی جائے گی بادشاہ لوگوں پہ محافظ ہے - اس سے ان لوگوں کے متعلق دریافت کیا جائے گا (اور جو بادشاہ نہیں ہے) وہ شخص اپنے گھر والوں کا محافظ ہے - اُس سے اُن کے متعلق دریافت کیا جائے گا - عورت اپنے شوہر کے امور خانہ داری کی محافظ ہے اور بچّوں پر محافظ ہے اس سے ان امور کے متعلق دریافت کیا جائے گا - آدمی کا غلام اس کے مال کا محافظ ہے اس سے اس مال کے متعلق سوال کیا جائے گا - پھر سُنو تم میں سے ہر شخص محافظ ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیّت کے متعلق باز پرس ہو گی -

(۲) حضرت معقل ابن یسارؓ کہتے ہیں کہ نبیؐ اکرم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا جس بندہ کو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی حفاظت کے واسطے مقرر فرمائیگا اور وُہ اس کی خیر خواہی نگہداشت نہ رکھے گا اس پر جنّت کی بُو حرام ہے - ظالم حاکم بدترین حاکم ہے - خائن حاکم پر جنّت کی بُو حرام ہے -

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اے اللہ میری اُمت پر جو حاکم ہو اگر وہ ان کے ساتھ سختی سے پیش آئے تو تو اس کے ساتھ سختی کرنا اور اگر نرمی سے پیش آئے تو تو اس پر نرمی اختیار کرنا -

(۳) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ ابن عاصؓ کہتے ہیں حضور انور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا جو عادل بادشاہ اپنی رعایا کے جان و مال میں انصاف کرینگے وُہ اللہ تعالیٰ کے داہنی جانب نور کے منبروں پر ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے دونو ہاتھ داہنے ہی ہیں -

(۴) رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا - امام عادل خُدا کے نزدیک

سب لوگوں سے زیادہ محبوب اور قریب المجلس ہوگا اور ظالم حاکم اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ مبغوض اور بعید المجلس بھی ہوگا۔

(۵) حضرت عوف ابن مالکؓ کہتے ہیں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں کے وہ امام بہتر ہیں کہ تم اُن کو محبوب رکھتے ہو اور وہ تم کو محبوب رکھتے ہوں۔ وہ تمہارے واسطے بہتری کی دُعا کرتے ہوں اور تم اُن کے واسطے بہتری کی دُعا کرتے ہو۔ اور تم لوگوں کے شریر وہ حاکم ہیں کہ وہ تم کو بُرا سمجھیں اور تم اُن کو بُرا سمجھو۔ وہ تم پر بددعا کریں تم ان کے واسطے بد دُعا کرو، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اُن سے جنگ نہ کریں۔ حضورؐ نے فرمایا جب تک وہ نماز گذار رہیں جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں۔ ایسا نہیں کرنا۔ سُنو اگر تم پر کوئی حاکم بنایا جائے اور کسی معصیت کے کام کو کرے تو تم اس کو دل سے بُرا سمجھو لیکن اطاعت میں کمی نہ کرو۔

(۶) حضرت وائل ابن حجرؓ کہتے ہیں سلمہ ابن یزید جعفی نے رسولِ مقبول علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر ہم پر ایسے حاکم ہو جائیں کہ وہ ہم سے اپنا حق طلب کریں اور ہمارا حق نہ دیں تو آپ کا ہم کو کیا حکم ہے حضور نے فرمایا کہ ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کرو۔ کیونکہ اُن کا وبال اُن پر ہے اور تمہارا تم پر ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن ابن سمرہؓ کہتے ہیں مجھ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم خود حکومت کے طلبگار نہ بنو کیونکہ اگر تمہاری خواہش سے تم کو حکومت ملی تو اسی کے سپرد کر دئیے جاؤ گے۔ اور اگر تم کو بغیر خواہش کے ملی تو خدا تعالیٰ کی طرف سے تمہاری امداد کی جائے گی۔

(۷) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بادشاہ زمین پر لوگوں کے واسطے خدا کا سایہ ہے۔ خدا کے بندوں میں سے ہر مظلوم اس کی وجہ سے پناہ حاصل کرتا ہے۔ جب وہ عدل اور انصاف سے کام لیتا ہے تو اس کے واسطے اجر کا باعث ہوتا ہے۔ اور رعیّت پر اس کا شکریہ واجب ہے۔ اور اگر وہ ظلم کرتا ہے تو اس پر گناہ ہوتا ہے اور رعایا کو صبر کرنا چاہیئے۔

(۸) حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں رسولِ مقبول علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں بادشاہوں کا بادشاہ ہوں اور تمام کا مالک ہوں اور بادشاہوں کے قلوب میرے ہاتھ میں ہیں۔ اگر میرے بندے میری اطاعت کرتے ہیں تو بادشاہوں کے دل اِن کے واسطے رحمت والے اور نرم کر دیتا ہوں۔ اور جب بندے میری نافرمانی کرتے ہیں تو میں بادشاہوں کے دل سخت اور غصّہ والا کر دیتا ہوں۔ جس کی وجہ سے وہ ان کو سخت عذاب چکھاتے ہیں۔ لہٰذا تم لوگ بادشاہوں پر بددُعا کرنے میں مشغول نہ ہو بلکہ اپنے نفسوں کو ذکر اور تضرّع کی طرف مائل کرو۔ تمہاری جانب سے میں بادشاہوں کو کافی ہوں۔

(مشکوٰۃ کتاب الامارۃ والقضا)

بقیہ مسلمانوں کے تنزّل کا سب سے بڑا سبب

(صفحہ ۱۳ سے آگے)

ہوتا تو دولت و ثروت، جاہ حکومت شان و شوکت کبھی اس کا ساتھ نہ دیتی بلکہ اسلامی پرستاروں کا نام ہی مٹ گیا ہوتا۔ اور جب واقعات اس کے خلاف شہادت دیتے ہیں تو اب اس میں شبہ نہیں رہا کہ مذہب اسلام ہر قسم کی ترقیوں کا محض حامی ہی نہیں۔ بلکہ سرچشمہ ہے۔ تاریخ شاہد ہے۔ کہ اسلام ہی کے سایہ میں ہمارے بزرگوں نے بڑی بڑی سلطنتوں کی بنیادیں رکھیں اسلام ہی کی بدولت انہوں نے دنیا میں بڑی بڑی درسگاہیں قائم کیں۔ اسی کا صدقہ تھا کہ انواع و اقسام کے ایجادات و اختراعات کی ابتداء ہوئی۔ اسی کا اثر تھا کہ کلمۂ توحید کی آواز صحرائے عرب سے اُٹھی اور اکناف عالم میں پھیل گئی۔ اسی کی رُوحانی قوت تھی کہ جس نے مسلمانوں کے رعب و داب کا عَلَم دُنیا کے اکثر حصّہ پر گاڑا۔ اسی کا فیض تھا کہ تہذیب و تمدّن کے وہ حامی بن گئے۔ اسی کی برکت تھی کہ تمام لغو اور بعید از عقل رسوم جاہلیت کا قلع قمع ہو کر وہ پاک و صاف ہو گئے۔

اسلام کو مانع ترقی خیال کرنا آفتاب سے روشنی کا انکار کرنا ہے۔ اسلام کا یہ کام نہیں ہے کہ انسانوں کو پستی کی طرف لے جائے۔ بلکہ اس کا یہ خاصہ طبعی ہے کہ جو قوم اس کو مضبوط پکڑ لیگی وہ ضرور کمال اور اعلےٰ بلندی پر پہنچیگی اس لئے کہ انسان کی ترقی اور عروج کے لئے دو چیزوں کی سخت ضرورت ہے۔ ایک حب وطن دوم حب مذہب اسلام کی تعلیمات میں یہ دونوں باتیں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب مذہب مسلمانان ماضی کا فطری جوہر رہا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ مادی وطنی ترقیات میں دنیا کی ہر ایک قوم پیش پیش نظر آتے ہیں۔ یہ دوسری چیز ہے کہ اہل یورپ کے شیدائی بن کر اپنے اصل و نسل و جوہر انسانی اور اپنی تاریخ بھول کر اپنی حقیقت کو کھو چکے ہیں۔

خلاصہ

کلام یہ ہے کہ اگر ہم اپنی ہست و بود کو باقی رکھنا چاہتے ہیں تو اسلام پر نہایت سختی کے ساتھ پابند ہوں اور اسلامی حقوق و فرائض کو ادا کریں۔

پہلا فرض خُدا کی ذات و صفات میں کسی کو شریک نہ بنائیں۔ دوم اتباع رسالت میں مضبوط ہوں۔ سوم۔ مسائل علمیہ و تاریخ سلف کو شمع راہ بنائیں۔ ارادہ صادق و ہمت کاملہ کو اپنا دینی و دنیوی سرمایہ سمجھیں۔ ناکارہ نصاب تعلیم جو آج کل ہماری اولاد کے لئے باعث بربادی ہے۔ ایسا نصاب تیار کریں۔ جس سے دین و دنیا میں کامیاب ہوں۔ اپنے وطن کو محفوظ رکھنے کے لئے سپاہی بنیں۔ دین کی اشاعت قولاً و عملاً ہو

جذبہ کامل ہو تو راہ عشق کچھ مشکل نہیں
رہنما خود اپنے دل کی روشنی ہو جائیگی

حضرت مولینا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے بعض گوشے

(ایک مفکر قوم کے قلم سے)

حضرت مولینا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی مثالی زندگی ہے۔ ایک دیندار مسلمان کے لئے سبق ہی سبق ہے۔ لکھا ہے کہ حضرت والا پڑھ کر جب گھر آئے

"املاک کا جائزہ لیا۔ اور تمام املاک کو مشتبہ اور بعض کو مغصوبہ پایا۔ والد کو بہت سمجھایا کہ یہ کمائی ناجائز ہے اور مشتبہ ہے۔ قیامت کے مواخذہ کا تقاضا ہے۔ کہ حقیقی حق داروں تک اُن کے حصے پہونچا دئے جائیں۔"

سوانح قاسمی جلد اول ص ۴۹

کیا اب بھی مسلمانوں میں یہ جذبہ باقی ہے جائداد کا جائزہ لینا پھر جس کے حقوق پہنچتے ہوں۔ اُن کو دینا۔ اس زمانے میں اس کا کس کو اہتمام ہے۔ اتنی کھود کرید کون کرتا ہے۔ ہاں اگر اپنا حصہ کہیں نکلتا ہوگا۔ تب تو ضرور دوڑ دھوپ کریں گے۔ مگر جہاں دینے کا سوال ہو۔ غالباً دل میں خیال پیدا ہونے کے باوجود عملی طور پر کچھ کرنے سے کترائیں گے۔ اور اُلٹی سیدھی کچھ تاویلیں کر لیں گے۔ حضرت نانوتوی رح نے صرف سمجھایا ہی نہیں یعنی ایک دو دفعہ کہہ کر چھوڑ ہی نہیں دیا بلکہ لکھا ہے۔

"اُن زمینوں کے غلّے میں احتیاطاً شروع فرمائی مفصل فرائض نکلوائے اور اُوپر کی دور دور پشتوں کے حقوق اور حصے دلوائے۔"

(سوانح قاسمی جلد اول ص ۴۹۶)

آج نفل کی کثرت آسان ہے۔ صوم داؤدی سہل ہے۔ اور اوراد وظائف بھی کچھ مشکل نہیں۔ مگر جہاں تک معاملات کا اس زندگی سے تعلق ہے۔ ہر حص کے بس کی بات نہیں۔ یہی وجہ ہے۔ سب کچھ ہونے کے باوجود سوز و گداز خدا ترسی اور فرض شناسی کا عام طور فقدان ہے۔ جس غذا سے خون تیار ہوتا ہے۔ جسم کی پرورش ہوتی ہے۔ گوشت اور پوست بنتا ہے۔ در اصل سب سے پہلے اس کے پاک کرنے کی فکر کرنی چاہیے۔ تاکہ جسم میں صالح خون پیدا ہو۔ حلال غذا سے جو جسم پرورش پائیگا قدرتاً اس میں ناجائز امور کی رغبت پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ اخلاق حسنہ اور عادات فاضلہ اور کمالات فائقہ پیدا ہوں گے۔ عبادت الہیہ کا جذبہ ابھرے گا۔ اور انسان مومن کامل بن سکے گا۔ کاش ارباب فضل و کمال اس رمز کو سمجھتے اور اس طرف عملی قدم اُٹھاتے۔

حضرت نانوتوی کی جب شادی ہوئی تو آپ کی اہلیہ محترمہ یعنی رفیقہ حیات کا بیان ہے:۔

"مجھے شادی سے اگلے ہی دن حضرت نے فرما دیا تھا۔ کہ میں نے نکاح صرف اپنی والدہ کی راحت کیلئے کیا ہے۔"

سوانح قاسمی ج اول ص ۵۰

اور یہ قول ہی کی حد تک نہیں رہا۔ بلکہ جب تک والدہ زندہ رہیں دونوں میاں بیوی نے والدین کی ایسی خدمت کی جس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ آہ اب یہ جذبہ کہاں ہے۔ اب تو دیندار مسلمان کا بھی یہ حال ہے۔ کہ خود میاں بیوی آرام کریں گے۔ اور بوڑھے ماں باپ کو بھول جائیں گے۔ اِلّا ماشاء اللہ

اب تو ہمارے نوجوان طلبہ علوم دین بھی ماں کی خدمت میں وہ سرگرمی نہیں دکھاتے جو اُن کو دکھانی چاہیے۔ ممکن ہے خادمہ رکھ دیں۔ مگر خود وہ یا ان کی بیوی یہ خدمت انجام دے۔ یہ ناممکن ہے۔ حضرت نانوتوی رح نے اپنی رفیقہ کو ایسی تعلیم دی تھی کہ وہ سراپا اطاعت بن گئی تھی۔ ایک رئیس گھرانے کی لڑکی تھی۔ چند ہی سال حضرت کے ساتھ رہنے کا یہ اثر ہوا کہ اپنے شوہر کی جاں نثار خادمہ بن گئیں۔ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ کا ایک زمانہ میں یہ دستور تھا کہ سوتے وقت گائے کا دودھ استعمال کرتے۔ عشاء کی بعد جونہی حضرت تشریف لاتے آپ کی اہلیہ دودھ کا پیالہ لے کر پہنچ جاتی تھیں۔ خفگی کا اظہار مقصود ہوتا۔ تو اس کی صورت یہ ہوتی۔ کہ گھر میں آتے ہی نفل شروع کر دیتے۔ دودھ کا انتظار نہ کرتے۔ رفیقہ حیات آتیں اور پیالہ لے کر کھڑی ہو جاتیں۔ اس سلسلہ میں آپ کی اہلیہ محترمہ کا بیان ہے۔ کہ کبھی کبھی ایسا ہوتا۔ کہ

"حضرت نے نوافل میں پوری شب گذار دی۔ اور میں بھی پوری شب پیالہ لئے کھڑی کی کھڑی رہ گئی"

(سوانح قاسمی جلد اول ص ۵۱۸)

اللہ اکبر۔ یہ فرمانبرداری اور تعلیم نبوی پر ایسا عمل۔ اب کون بیوی ہے۔ جو شوہر کی اتنی خدمت کر سکے۔ اب تو شوہر کے خفا ہونے سے پہلے بیویاں خفا ہو جاتی ہیں۔ اور ماشاء اللہ شوہر صاحب بھی ایسے ہوتے ہیں۔ کہ وہ بیوی کی کیا تربیت کریں گے۔ خود شاگرد رشید بن جاتے ہیں۔ اور بیوی کو منانے کی بجائے خود کو بگاڑ لینا فخر سمجھتے ہیں۔ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت ہی کا نتیجہ تھا۔ کہ آپ کی اہلیہ میں عبادت کا ذوق اس درجہ کا پیدا ہو گیا تھا۔ کہ آج اس کا تصور بھی مشکل ہے۔ آپ کی اہلیہ کے متعلق لکھا ہے۔

"اذان کی حی علی الصلوٰۃ پر کام چھوڑ کر اسی طرح اُٹھ جاتی تھیں کہ گویا اس کام سے کبھی واسطہ ہی نہ تھا۔ بالکل ہر چیز سے بیگانہ بن جاتیں۔"

(سوانح قاسمی جلد اول ص ۵۱۸)

اب ایسے شوہر کہاں ہیں اور ایسی رفیقہ حیات کہاں نظر آتی ہیں۔ کہ جن میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کا یہ ذوق باقی ہو۔ شوہر

چاہیے - جتنے بھی اچھے ہوں - مگر عموماً بیویاں عبادت کے ذوق سے عاری ہوتی ہیں - آجکل شوہر اپنا فریضہ بھی نہیں سمجھتے کہ ان کے دلوں میں ذوقِ عبادت پیدا کریں - کاش موجودہ دور کے مسلمان اس واقعہ کو پڑھ کر سبق حاصل کرتے - تاکہ ان کی اولاد میں دین کی طرف سے آزادی دیکھنے میں نہ آتی - حضرت نانوتوی رح ہی کی تعلیم کا یہ اثر تھا کہ آپ کی رفیقہ حیات فرائض - واجبات اور نوافل کے دوامی التزام کے ساتھ ساتھ یہ بھی کرتیں تھیں کہ

"بعد نماز صبح سر پر اور منہ پر اپنا دوپٹہ ڈال کر ہلکی ضرب سے ذکر کیا کرتی تھیں - آندھی ہو - مینہ ہو - سردی ہو - گرمی ہو اس میں بال برابر فرق نہیں آتا تھا۔" (سوانح قاسمی جلد اوّل ص ۵۱۹)

آہ! اب ہماری عورتوں میں یہ ذوق کہاں رہا - فرائض ہی ادا کریں تو غنیمت ہے - شوہر کو بھی ان کی کوئی فکر نہیں بیوی دیندار ہو - نہ ہو کوئی پرواہ نہیں نماز پڑھے نہ پڑھے - کوئی غم نہیں اور ذوقِ عبادت اس میں ہو نہ ہو - وہ جانے -

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ محترمہ کو حدیث نبوی سننے کا بڑا شوق تھا - حضرت مولینا قاری محمد طیب صاحب مدظلہٗ آپ کے بڑے پوتے ہیں - انہوں نے جب حدیث شروع کی - تو ان سے حدیث پڑھوا کر سنتی - اور اس کا یہ اثر ہوتا - کہ حضرت مولینا مدظلہٗ کا بیان ہے - کہ

سبق پڑھ کر گھر آتا - اور سبق کی تقریر دادی صاحبہ کو سناتا جب تک میں تقریر کرتا رہتا اُن کی آنکھوں میں آنسو مسلسل جاری رہتے - (سوانح قاسمی جلد اول ص ۵۱۹)

اب یہ سوز و گداز کہاں باقی رہا - اب سب کے دل سخت ہو گئے ہیں - عورتوں میں بھی دینی ذوق ختم ہوتا جا رہا ہے مگر اس کی کسی کو فکر نہیں - اب تو ذرا فیشن ایبل بیوی ہونی چاہئے - اور بس - ہمارے نوجوان فضلا اب ایسی تربیت کہاں کرتے ہیں - اب تو یہ بھی دُنیا کے قصے سنا کرتے ہیں - جس کے باعث ذوق عبادت بڑھنے کی بجائے کم ہوتے جا رہے ہیں

اِلّا ماشاء اللہ - حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے بڑا باحیا بنایا تھا - تہجد کے زندگی بھر پابند رہے - جب شادی ہوئی تو بھی اس میں فرق نہ آنے پایا - مگر حیا کا یہ عالم تھا کہ

"حضرت کو نہانے کی شب میں ضرورت ہوتی تو مسجد میں پانی گرم ہوتا - مگر حیا کی وجہ سے ہمت نہیں کرتے کہ کسی کو خبر ہو جائے - شرم کے سبب تالاب میں جا کر نہاتے۔" (ایضاً ص ۵۲۴)

الحیاء شعبۃ من الایمان کی عملی تفسیر آپ نے دیکھ لی - اب تو مسلمان بلکہ نوجوانوں کا طبقہ اپنی مجلسوں میں ایسی ایسی باتیں کرتے نہیں شرماتے - جن کا افشا پسندیدہ نہیں ہے - بلکہ اس سے روکا گیا ہے - دنیا کہاں سے کہاں پہنچی - کاش لوگ سوچتے - اور کوئی بات سمجھ میں آتی تو عمل کرتے - دارالعلوم سے آپ کا تعلق ہؤا - تو احتیاط کا یہ عالم تھا - کہ سوانح مخطوطہ کے مصنف لکھتے ہیں اور اپنی آنکھ دیکھی چیز لکھتے ہیں -

"یہ سب کو معلوم ہے - کہ مدرسہ اسلامی دیوبند آپ ہی کا ساختہ پرداختہ ہے اور کیا کچھ اس کا کارخانہ کہ چھوٹی سی سرکار - مگر ہرگز کبھی اس کی کسی چیز سے نفع نہیں اُٹھایا" (سوانح قاسمی جلد اول ص ۵۳۶)

کیا اب بھی یہ احتیاط ہمارے دینی مدارس کے اربابِ فضل و کمال میں باقی ہے - اب تو ہر جگہ مدرسہ والے اس کو اپنی جائیداد تصور کرنے لگے ہیں - اگر نفع نہ ہو - تو پھر ان کو کوئی مزہ ہی نہیں آتا - بیسیوں بہانوں سے استفادہ کرتے ہیں - یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ سب ایسے ہی ہیں - بلکہ کہنا یہ ہے کہ ہمارے اس زمانہ میں اب اس طرح احتیاط کا رواج باقی نہیں رہا -

اپنے خوابوں پر دھوکہ نہ کھاؤ

(از مولینا محمّد شفیع عمر الدین صاحب سہاول)

حضرت سیدنا و مرشدنا امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں :—

بدانی کہ منامات و واقعات شایانِ اعتماد و اعتبار نیست - اگر کسی خود را در خواب یا در واقعہ بادشاہ دید یا قطبِ وقت یافت فی الحقیقت نہ چنین است - بیرون خواب و واقعہ اگر بادشاہ شود یا قطب گردد مسلم است - پس از مواجید ہر چہ در بیداری و افاقت ظاہر شود گنجائش اعتماد دارد - و الّا فلا

(از مکتوب ۱۹۰ دفتر اوّل)

ترجمہ: - اور یاد رکھیں کہ خواب اور قلب پر گزرنے والے واردات اعتماد و اعتبار کے قابل نہیں - اگر کوئی شخص اپنے آپ کو خواب میں یا قلبی واردات میں بادشاہ دیکھے یا وقت کا قطب پائے تو حقیقتاً نہ وہ بادشاہ ہے اور نہ ہی قطب وقت -

ہاں! اگر خواب کی حالت کے علاوہ (یعنی بیداری کی حالت میں) اگر بادشاہ بن جائے یا قطب ہو جائے - تو یہ بات قابلِ تسلیم ہوگی - جو کچھ بیداری اور صحو (ہوش) کی حالت میں ظاہر ہو اسے سچا ماننا پڑے گا - علاوہ ازیں اعتبار کی گنجائش نہیں -

خط وکتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں - جو چِٹ نمبر پہ درج ہوتا ہے -

بچوں کا صفحہ

ابوسفیان و ہرقل کے سوال و جواب

از جناب حاجی کمال الدین صاحب مدس لاہور کارپوریشن

پیارے بچو! ہرقل شاہ قسطنطنیہ یا روما کی مشرقی شاخ سلطنت کا نامور شہنشاہ عیسائی مذہب تھا۔ وحیہ بن خلیفہ الکلبی رض اس کے پاس نامہ مبارک لے کر گئے تھے۔ یہ بادشاہ سے بیت المقدس کے مقام پر ملے۔ ہرقل نے سفیر کے اعزاز میں بڑا شاندار دربار کیا۔ اور سفیر سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بہت سی باتیں دریافت کرتا رہا۔ اس کے بعد ہرقل نے مزید تحقیقات کرنا بھی ضروری سمجھا۔ حکم دیا کہ اگر ملک میں کوئی شخص مکہ کا آیا ہوا موجود ہو تو پیش کیا جائے۔ اتفاق سے ان دنوں ابوسفیان مع دیگر تاجران مکہ ملک شام آیا ہوا تھا (صحیح بخاری عن ابن عباس رض - کتاب الجہاد صفحہ ۱۰ و کتاب الشہادت) اُسے بیت المقدس پہنچایا۔ اور دربار میں پیش کیا گیا۔ قیصر نے ہمراہی تاجروں سے کہا۔ کہ میں ابوسفیان سے سوال کروں گا۔ اگر یہ کوئی جواب غلط دے تو مجھے بتا دینا۔ ابو سفیان ان دنوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جانی دشمن تھا۔ اس کا اپنا بیان ہے کہ اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا۔ کہ میرے ساتھ والے میرا جھوٹ ظاہر کر دیں گے تو میں بہت سی باتیں بناتا۔ مگر اس وقت قیصر کے سامنے مجھے سچ سچ ہی کہنا پڑا۔ سوال و جواب یہ ہیں:۔

قیصر:۔ محمدؐ کا خاندان اور نسب کیسا ہے؟

ابوسفیان تاجر:۔ شریف و عظیم

یہ سُن کر ہرقل نے کہا۔ سچ ہے نبی شریف گھرانے کے ہوتے ہیں۔ تاکہ ان کی اطاعت میں کسی کو عار نہ ہو۔

قیصر:۔ محمد سے پہلے بھی کسی نے عرب میں یا قریش میں نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے؟

ابوسفیان تاجر:۔ نہیں۔

یہ جواب سن کر ہرقل نے کہا۔ اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھ لیتا کہ اپنے سے پہلے کی تقلید اور ریس کرتا ہے۔

قیصر:۔ نبی ہونے کے دعویٰ سے پہلے کیا یہ شخص جھوٹ بولا کرتا تھا۔ اس کو جھوٹ بولنے کی کبھی تہمت دی گئی تھی؟

ابوسفیان۔ نہیں۔

ہرقل نے اس جواب پر کہا۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ جس شخص نے لوگوں پر جھوٹ نہ بولا۔ وہ خدا پر کیا جھوٹ بولے گا۔

قیصر:۔ اس کے باپ دادا میں سے کوئی شخص بادشاہ بھی ہوا ہے؟

ابو سفیان:۔ نہیں۔

ہرقل نے اس جواب پر یہ کہا۔ کہ اگر ایسا ہوتا۔ تو میں سمجھ لیتا۔ کہ نبوت کے بہانے سے باپ دادا کی سلطنت حاصل کرنا چاہتا ہے۔

قیصر:۔ محمدؐ کے ماننے والے مسکین لوگ زیادہ ہیں یا سردار اور قوی لوگ؟

ابوسفیان:۔ مسکین حقیر لوگ

ہرقل نے اس جواب پر کہا۔ ہر ایک نبی کے پہلے ماننے والے مسکین غریب لوگ ہی ہوتے رہے ہیں۔

قیصر:۔ ان لوگوں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے یا کم ہو رہی ہے؟

ابوسفیان:۔ بڑھ رہی ہے۔

ہرقل نے کہا۔ ایمان کا یہی خاصہ ہے کہ آہستہ آہستہ بڑھتا ہے اور حدِّ کمال تک پہنچ جاتا ہے۔

قیصر:۔ کوئی شخص اس کے دین سے بیزار ہو کر پھر بھی جاتا ہے؟

ابوسفیان:۔ نہیں

ہرقل نے کہا۔ لذّتِ ایمان کی یہی تاثیر ہے کہ جب دل میں بیٹھ جاتی اور روح پر اپنا اثر قائم کر لیتی ہے۔ تب جدا نہیں ہوتی۔

قیصر۔ یہ شخص کبھی عہد و پیمان کو توڑ بھی دیتا ہے۔

ابوسفیان:۔ نہیں۔ لیکن اس سال ہمارا معاہدہ اس سے ہوا ہے۔ دیکھئے کیا انجام ہو۔ ابوسفیان کہتا ہے کہ میں صرف اس جواب میں اتنا فقرہ زیادہ کر سکا تھا۔ مگر قیصر نے اس پر کچھ توجہ نہ کی۔ اور یوں کہا۔ بے شک نبی عہد شکن نہیں ہوتے۔ عہد شکنی دنیادار کیا کرتا ہے۔ نبی دنیا کے طالب نہیں ہوتے۔

قیصر: کبھی اس شخص کے ساتھ تمہاری لڑائی بھی ہوئی؟

ابوسفیان:۔ ہاں!

قیصر:۔ جنگ کا نتیجہ کیا رہا؟

ابوسفیان:۔ کبھی وہ غالب رہا (بدر میں) اور کبھی ہم (اُحد میں)

ہرقل نے کہا۔ خدا کے نبیوں کا یہی حال ہوتا ہے۔ لیکن آخرکار خدا کی مدد اور فتح اُن ہی کی ہوتی ہے۔

قیصر:۔ اس کی تعلیم کیا ہے؟

ابوسفیان:۔ ایک خدا کی عبادت کرو۔ باپ دادا کے طریق (بت پرستی) کو چھوڑ دو۔ نماز۔ روزہ۔ سچائی پاکدامنی۔ صلہ رحمی کی پابندی کرو۔

ہرقل نے کہا۔ نبی موعود کی یہی علامتیں ہم کو بتائی گئی ہیں۔ میں سمجھتا تھا کہ نبی کا ظہور ہونے والا ہے۔ لیکن یہ نہ سمجھتا تھا کہ وہ عرب میں سے ہوگا۔ ابوسفیان! اگر تم نے سچ سچ جواب دئے ہیں تو وہ ایک روز اس جگہ کا جہاں میں بیٹھا ہوا ہوں (شام و بیت المقدس) ضرور مالک ہو جائے گا۔ کاش! میں ان کی خدمت میں پہنچ سکتا۔ اور نبی کے پاؤں دھویا کرتا۔

اس کے بعد حضورؐ کا نامہ مبارک پڑھا گیا۔ اراکین دربار اُسے سُن کر بہت چیخے اور چلائے۔ اور ہمکو دربار سے باہر نکالدیا گیا۔ میرے دل میں اسی روز سے اپنی ذلت کا نقش اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آئندہ عظمت کا یقین ہو گیا۔

انجمن خدام الدین کی مطبوعات

چونتیس رسائل کا سٹ مجلد ہدیہ	۲-۸-۰	محصول ڈاک	۱-۰-۰
مجالس ذکر حصہ اول	۱-۰-۰	”	۰-۸-۰
مجالس ذکر حصہ دوم	۱-۰-۰	”	۰-۸-۰
پانچوں تفاسیر کا مجلد سٹ	۱-۸-۰		۰-۸-۰
گلدستہ صد احادیث	۰-۵-۰		۰-۲-۰

ملنے کا پتہ
ناظم انجمن خدام الدین
دروازہ شیرانوالہ
لاہور

شرح چندہ

رسالہ "خدام الدین" لاہور
سالانہ ۱۲ روپے ۱۲-۰-۰
ششماہی ۷ ” ” ۷-۰-۰
سہ ماہی ۳ ” ” ۳-۸-۰
فی پرچہ ۵ آنے

شرح اشتہارات

آخری صفحہ ۴ روپے فی انچ سنگل کالم
اندرون صفحہ ۳ ” ” ” ”
مینجر خدام الدین لاہور

(پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا)